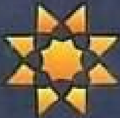
بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝
وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

تسلسلِ ایمان فروشاں

قاری فتح محمد

0301-6547439

امیر تحریک تحفظ عقائد اہل سنت والجماعت
وخدمات علماء دیوبند



بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝
وَاٰتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

تسلسلِ ایمان فروشاں

﴿ از قلم ﴾

قاری فتح محمد

امیر تحریک تحفظ عقائد اہل سنت والجماعت
وخدمات علماء دیوبند

چک نمبر 51 جنوبی پٹھانکوٹ (سرگودھا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ تعالی و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم الخاتم النبیین و علی الہ و اصحابہ المجاھدین :

امابعد؛ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لاایمان لھم لعلھم ینتھون "

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ امت مسلمہ کا وہ عظیم قائد اور سپہ سالار تھا جس نے نور الدین زنگیؒ کے زیر سایہ جنگی تربیت حاصل کی تقریباً ایک ۱۱۷۱ء کے لگ بھگ میں حضرت نور الدین زنگیؒ نے ان کو مصر کا حاکم اور کمانڈر مقرر کیا۔ اس زمانے میں صلیبی طاقتوں نے مدانوں میں پے در پے شکستوں کے بعد ایک راستہ یہ اختیار کیا جس کو آج کل امریکہ، برطانیہ، فرانس اور یورپین ممالک ہمارے اسلامی ممالک میں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ صلاح الدین ایوبی کے زمانے میں مسلمان حکمرانوں کے حرم سراؤں میں صلیبیوں نے عورت کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ قلعۃ الموت کے بانی حسن بن سبا کے فدائیوں کو مسلمان علماء اور جہادی کمانڈروں پر قاتلانہ حملوں کے لیے اور اپنے تربیت یافتہ صلیبی ایجنٹوں کو عباء، قباء اور داڑھیوں کے ساتھ ائمہ مساجد، خطباء اور روحانی شخصیتوں کی شکل میں معارف کروا کے ان سے جہاد اور قتال کے اصل معانی کو تبدیل کرا کے جہاد وقتال کے مفہوم کو تبدیل کیا اور اس کو جہاد سے دور کرنے کے لیے اپنے نفس کو مہذب بنانا، اخلاقیات کا درس دینا اور یہ کہنا کہ اگر تم نے بھی وہی کام کیا جو صلیبی بے وقوفی

میں کر رہے ہیں (قتل وقتال) تو تم میں اور ان میں کیا فرق رہے گا۔ تمہارا نبی تو رحمۃ للعالمین تھا تم لوگوں کے لیے تکلیف کا سبب نہ بنو۔ اور یہ کہنا کہ اسلام کے اندر تو سلامتی ہی سلامتی ہے پھر قتل وقتال اور دہشت گردی کہاں سے آئی؟...... اس قسم کے فلسفیانہ بیانات ان سے کروائے گئے جیسے آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تم کافروں کو مارو گے تو کافر جہنم میں جائے گا اور تمہارا نبی تو کافروں کو جنت میں لے جانے کے لیے مبعوث ہوا تھا۔'' اس لیے کافروں سے جہاد مت کرو وغیرہ وغیرہ......۔

چنانچہ مستند تاریخوں میں ہے کہ انہی روحانی بابوں نے شب جمعات ایجاد کیے۔ لوگوں کو کلمے کے ورد کروائے اور مصر کے صحراؤں میں فرعونوں کے کھنڈرات میں مختلف ٹیکنیکوں کے ذریعے گمراہ کیا۔ جن میں ایک ٹیکنیک یہ بھی تھی کہ اپنے ہی مردوں اور عورتوں کو بھیڑیوں اور کتوں کے ماسک پہنا کر ان پر رات کے وقت ابر کی لاتوں کے ذریعے منعکس ہونے والے شیشوں کے ساتھ مختلف رنگوں میں لائٹیں مار کر جہنم دکھلائی گئی جس میں مسلم جہادیوں کو بھیڑیوں، کتوں اور سؤروں کی شکل میں پیش کیا گیا اور پھر اسی رات کو ہی اللہ تعالیٰ کی جعلی آوازیں تک سنائی گئیں، العیاذ باللہ۔ اور جو جہاد نہیں کرتے تھے انہیں اہل جنت بنا کر اسی ٹیکنیک کے ذریعے خوبصورت لباسوں، حوروں وغیرہ کی شکل میں دکھلایا گیا۔ یہ سب کرشمہ غاروں کے ابتدا میں ہی ان کو حشیش ملا متبرک پانی اور کھجوریں کھلائی پلائی جاتیں۔ جس سے ان کے حواس مختل ہو جاتے تھے۔ اور ایک خاص ہپناٹزم کے ذریعے ایک تصوراتی اور تخیلاتی چیز کو حقیقت بنا کر پیش کیا جاتا۔ سادہ لوح مسلمان جہاد سے کنارہ ہوتے تھے۔ اسی حشیش وحسیناؤں کو حرم سراؤں میں داخل کر کے بادشاہوں اور اُمراء کا تقرب حاصل کیا جاتا تھا بادشاہ نام کے ہوتے۔ اصل کام صلیبی کر

جاتے تھے لوگوں کو دین کے نام پر اور بزرگی کے نام پر دھوکہ دیا جاتا، سادہ لوح مسلمان دین اور بزرگی کا نام سن کر اپنا جان مال سب کچھ لگانے کے لیے تیار ہو جاتے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ نے اندرونی طور پر ایسے جاسوسوں کا اپنے ہی نیٹ ورک جن کا سربراہ علی بن سفیان ؒ تھے۔ ان کے اور ان کی ٹیم کے ذریعے مقابلہ کیا اور میدانوں میں اس زمانے کے صلیبی نائیٹوں اور فوجوں کو شکست دیتے ہوئے آخرکار اپنے ہدف بیت المقدس تک جا پہنچے اور فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

آج کل بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی صفوں میں دین کے لبادے اوڑھے ہوئے وہ عناصر تلاش کریں جو کتاب وسنت کی مقرر کردہ اصطلاحات تبدیل کر رہے ہیں۔ جو سلف وصالحین کی عملی محنتوں کو اور میدانِ کارزار کو مسخ کر رہے ہیں وہ سبز پگڑیوں میں ہوں، نیلی پگڑیوں میں ہوں یا سفید پگڑیوں میں ہوں، عباء وقبا میں ہوں، ٹائیاں لگائے پتلونیں پہنے، سروں پر سفید ٹوپیاں لیے ہوئے ہوں اور قرآنی آیات و احادیث کو پڑھ پڑھ کر معنٰی بدل رہے ہوں اور تحریفات کر رہے ہوں نیز دین کی نئی تشریح کر رہے ہوں۔ ان کی بھی تلاش کرنی ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ بلیک واٹر اور ان جیسے دوسرے ناموں کے ساتھ دوسری تنظیموں کو اور این جی اوز پر بھی گہری نگاہ رکھنی ہوگی۔ علماء حق کو پہچاننا ہوگا۔ جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کی تشریحات کرتے نظر آئیں گے۔ علماء سوء کو قرآن وسنت میں جانچنا ہوگا۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع ؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر معارف القرآن میں لکھا۔ ’’رجال اللہ کو قرآن سے پہچانو اور کتاب اللہ کو رجال اللہ سے سیکھو۔‘‘ اس سلسلہ میں ہمیں علامہ ابن تیمیہ ؒ، شاہ اسماعیل شہید ؒ، حضرت شیخ الہند ؒ اور حضرت حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا جعفر تھانیسری، حضرت حاجی

صاحب ترنگزئی ؒ کا نظریہ اپنانا ہوگا جنہوں نے ہر باطل قوت کو قرآن وسنت کے براہین قاطعہ سے شکست دی اور اس میں اپنی جان مال سب کچھ کھپا دیا۔ دیوبندی مدارس اور خانقاہوں کو باطل کے خلاف چھاؤنیاں قرار دیا درس قرآن کو قوموں کی روح قرار دیا اور ہر مومن کو عقائد سلیمہ اور اعمال حسنہ کے ساتھ مزین ہونے کا درس دیا اور باطل قوتوں کے خلاف عملی طور پر جہاد کیا۔ آخرکار وہ سلطنت جس کا سورج کہیں بھی نہ ڈوبتا تھا وہ پاکستانی پنجاب سے بھی چھوٹا رہ گیا۔ اگر ہم راہ حق اور صراط مستقیم کے متلاشی ہیں تو آئیں انہی افکار کو اپنائیں ورگرنہ راستے بڑے پیچیدہ اور وادیاں بڑی سنگلاخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آئندہ آنے والی تحریر کو اسی تناظر میں پڑھا جائے۔ (شکریہ)

والسلام:

قاری فتح محمد

چک 51 جنوبی (پٹھانکوٹ)

تحصیل وضلع سرگودھا

هو الذی ارسل رسوله با لهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله و
کفی بالله شهیدا (سورۃ فتح:۲۸)

''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تا کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حق ثابت کرنے والا۔''

آنحضرت ﷺ سے پہلے جتنے پیغمبر تشریف لائے ان کی بعثت مخصوص تھی۔ وہ سب قومی اور علاقائی پیغمبر تھے۔ اور ان کی نبوت ایک مخصوص زمانے تک کے لیے تھی۔ یعنی وہ مخصوص قوموں اور علاقوں کے نبی تھے۔ جبکہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت عام ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں، تمام زمانوں اور تمام مخلوقات کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ گویا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت جن وانس، ملائکہ اور حیوانات تک کے لیے ہے۔ سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے.......

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

''بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ ہو جہان والوں کے لیے ڈرانے والا۔''

تو عالمین میں انسان، جنات وغیرہ سب آ گئے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے.....

بُعِثْتُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ وَاِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

''مجھے کالے گورے، انسان، جنات، سب کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

آپ ﷺ کے تشریف لے آنے کے بعد اور قرآن کریم کے نازل ہو جانے کے بعد پہلی ہر چیز منسوخ ہو گئی۔ نہ کسی پیغمبر کی پیغمبری چل سکتی ہے اور نہ پہلی کوئی کتاب قانون اور

ضابطہ حیات بن سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے تشریف لے آنے کے بعد پہلے کسی دین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اب ہدایت بند ہے قرآن وسنت میں۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے بنی اسرائیل کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا اور بنو اسماعیل کا قبلہ بیت اللہ تھا۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد دونوں قبلے آپ ﷺ کے ہیں، مسلمانوں کے ہیں۔ آپ ﷺ کا لقب نبی القبلتین ہے۔ سابقہ کتب سماویہ میں آخری پیغمبر کی صفت بیان ہوئی کہ وہ نبی القبلتین ہوں گے۔ آپ ﷺ نے سترہ مہینے مسجد اقصیٰ کی طرف چہرہ کر کے نمازیں پڑھیں اور پھر کعبۃ اللہ کی طرف اور ہمیشہ کے لیے قبلہ بیت اللہ منتخب ہو گیا۔

معراج والی رات آپ ﷺ نے تمام پیغمبروں کو مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھا کر واضح کر دیا کہ اب تمام پیغمبر مقتدی ہیں۔ مسجد اقصیٰ بیت المقدس شہر میں واقع ہے۔ یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا اور مسجد اقصیٰ بالفعل مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ شکست خوردہ یہود ونصاریٰ کب خاموش رہ سکتے تھے اور ویسے بھی مفتوح کو کب سکون آتا ہے۔ چنانچہ یہود ونصاریٰ مسجد اقصیٰ کو حاصل کرنے کے لیے کوششیں کرتے رہے اور ـــــ میں مسجد اقصیٰ دوبارہ یہود ونصاریٰ کے قبضے میں چلی گئی اور ۸۱ سال ان کے پاس رہی۔ اکیاسی (۸۱) سال کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ نے یہود ونصاریٰ سے بڑی قربانیاں دے کر واپس لی اور یہود ونصاریٰ کو صلیبی جنگوں (Crusad-war) میں ایسی چوٹ لگائی کہ یہود ونصاریٰ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔

صلیبی جنگوں کا آغاز ۱۰۹۵ء میں ''Clermont، جنوبی فرانس'' میں پوپ اربن دوم کی قیادت میں ہوا۔ جس نے تمام عیسائیوں کو ایک صلیب کے نیچے اکٹھا

ہونے کی ترغیب دی اور کہاتم سیرانسز (Sarances) کی شیطان نسل قوم سے یروشلم کو بچاؤ۔ اوراس کے لیے مسلمانوں سے لڑائی کی۔ ۱۰۹۵-۱۲۷۰ء کے درمیان آٹھ صلیبی جنگیں ہوئیں جن میں ہر مرتبہ عیسائیوں کو مسلمانوں سے شکست کھانا پڑی۔

۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے وزیر اعظم نے یروشلم میں داخل ہونے کے بعد کہا کہ صلیبی جنگ کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اسی سال فرانس کا ایک جرنیل صلاح الدین ایوبی کی قبر پر دمشق میں گیا اور (قبر پر) لات مارتے ہوئے کہا "اٹھو صلاح الدین! ہم آ گئے ہیں ...."

بہر حال سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جب قبلہ اول کو آزاد کرانے کے ارادے سے چلے تو ان کے سامنے اپنوں اور بے گانوں نے کتنے روڑے اٹکائے اور کیا کیا سازشیں کیں؟ اس کی اگر آپ نے تفصیل پڑھنی ہو تو کتاب "داستان ایمان فروشوں کی" کا ضرور مطالعہ کریں۔ میں یہاں صرف ان چند سازشوں اور منصوبوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو یہود و نصاریٰ کی طرف سے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا راستہ روکنے کے لیے بنائے گئے۔ اور یہ کہ وہ سازشیں آج بھی اسی طرح مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جاری ہیں۔ اب صلاح الدین ایوبیؒ میدان میں نہیں ہیں۔ جعلی پیر، علماء سوء اور قومی غداروں نے کیا کیا کردار ادا کیا؟ پڑھیے، غور کیجیے اور ان کو پہچانیے۔ (سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے خلاف) جنگی تیاریوں اور اہتمام کے علاوہ صلیبیوں نے نظریاتی جنگ کا محاذ جو کھولا تھا اس کے متعلق ان کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر ہرمن نے رپورٹ پیش کی کہ صلاح الدین ایوبیؒ کو مصر کے جنوب مغرب کے سرحدی علاقے سے بھرتی نہیں ملے گی۔ یہ وہی علاقہ تھا جس کے متعلق سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی انٹیلی جنس کے نائب سربراہ حسن بن

عبداللہ نے رپورٹ دی تھی کہ وہاں کے لوگ اب فوج میں بھرتی نہیں ہوتے بلکہ بعض لوگ فوج کے خلاف بھی ہو گئے ہیں۔ یہ جفاکش اور جنگجو قبائل کا علاقہ تھا جس نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو نہایت اچھے سپاہی دیئے تھے مگر اب ہرمن کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا تھا کہ صلیبی تخریب کار اس علاقے میں پہنچ گئے ہیں۔ وہاں نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ حسن بن عبداللہ نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اس علاقے کے لوگ فوج کے خلاف کیوں ہو گئے ہیں؟ دو مخبر بھیجے تھے اور وہ دونوں قتل ہو گئے تھے۔ ان کی لاشیں بھی نہیں ملی تھیں۔ پراسرار سی ایک اطلاع ملی تھی کہ ہمیشہ کے لیے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ وہ علاقہ بہت وسیع و عریض تھا۔ جاسوسوں اور مخبروں کے لیے بہت ہی مضبوط قلعہ بن گیا تھا۔ وہاں سے کسی قسم کی معلومات حاصل ہوتی ہی نہیں تھیں۔ اتنا ہی پتا چلا تھا کہ وہاں کے لوگ ہیں تو مسلمان لیکن توہم پرست اور عقیدے کے بہت ڈھیلے ہیں۔

ہرمن نے تفصیلات بتائے بغیر کہا کہ "اس کا تجربہ کامیاب رہا ہے وہ اب مصر کے تمام سرحدی علاقوں میں اس طریقہ کار کو پھیلائے گا۔ پھر ان اثرات کو مصر کے اندر لے جانے کی کوشش کرے گا۔ اس نے امید ظاہر کی کہ وہ مصر کے قصبوں اور شہروں کو بھی اپنے اثر میں لے لے گا۔ (ہرمن نے کہا) میں مسلمانوں کی ایک ایسی خامی کو ان کے خلاف استعمال کر رہا ہوں جسے وہ اپنی خوبی سمجھتے ہیں۔ مسلمان درویشوں، فقیروں، وظیفوں اور چلّے کرنے والوں، عاملوں،، مولویوں اور کٹیا میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہنے والے مجذوب قسم کے لوگوں کے فوراً مرید بن جاتے ہیں۔ درویشوں وغیرہ کا یہ گروہ اسلامی فوج کے ان سالاروں کے خلاف ہے جنہوں نے ہمارے خلاف جنگیں لڑ کر شہرت حاصل کی ہے۔ یہ درویش اپنے متعلق لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ خدا ان کے ہاتھ میں

ہے اور وہ خدا کے خاص بندوں میں سے ہیں وہ صرف نام پیدا کرنا چاہتے ہیں ان میں میدان جنگ میں جانے کی ہمت اور جرأت نہیں۔ لہٰذا وہ گھر بیٹھے ویسی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو سالاروں نے جہاد میں حاصل کی ہے۔ اگر دیانت داری اور غیر جانب داری سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے یہ فوجی لیڈر جن میں صلاح الدین ایوبی" اور نور الدین زنگی بھی شامل ہیں قابل تحسین انسان ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے یورپ تک اسلام پھیلا دیا تھا اور سپین کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ یہ بجا طور پر حق رکھتے ہیں کہ قوم اپنی عبادت میں بھی ان کا نام لے مگر ان کے خلیفوں نے اپنا نام عبادت میں شامل کر کے فوجی لیڈروں کی اہمیت گھٹا دی ہے۔ اس کے ساتھ مسلمانوں میں نام نہاد عالموں اور اماموں کا ایک گروہ پیدا ہوا جو عمل سے گھبراتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ ہیں وہ عالم اور امام ہیں۔ یہ گروہ خلیفوں کی آڑ میں جہاد کے معنی مسخ کر رہا ہے تاکہ لوگ جہاد میں جانے کی بجائے ان کے گرد جمع ہوں اور انہیں خدا کا برگزیدہ بندہ مانیں۔ ان کے پاس پراسرار باتیں اور گفتگو کرنے کا ایسا طلسماتی انداز ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان برگزیدہ انسانوں کے سینے میں وہ راز چھپا ہوا ہے جو خدا نے ہر بندے کو نہیں بتایا۔ چنانچہ سیدھے سادھے مسلمان ان کے جال میں پھنستے جا رہے ہیں۔ میں انہی عالموں اور درویشوں کو استعمال کر رہا ہوں۔ مسلمانوں کی یہ کمزوری ہمیں بہت فائدہ دے رہی ہے۔ مسلمانوں کو اسلام ہی کی باتیں سنا سنا کر اسلام کی بنیادی روح سے دور لے جا رہا ہوں۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہودیوں نے نظریاتی تخریب کاری کر کے اسلام کو کافی حد تک کمزور کر دیا ہے۔ میں انہی کے اصولوں پر کام کر رہا ہوں۔"

یہی وہ محاذ تھا جس کے متعلق سلطان صلاح الدین ایوبی پریشان رہتا تھا۔

پریشانی کا اصل باعث یہ تھا کہ اس محاذ پر اپنی ہی قوم کے افراد اس کے خلاف لڑ رہے تھے اور یہ محاذ اسے دکھائی نہیں دیتا تھا۔ (داستان ایمان فروشوں کی؛ ص ۴۳، ج ۲)

ایک واقعہ اور پڑھیے: مصر کی سرحد پر ایک علاقہ تھا جس کی لمبائی چالیس میل اور چوڑائی دس میل تھی۔ اس چالیس میل لمبے اور دس میل چوڑے خطے میں جتنے گاؤں تھے ان سب سے اطلاعات ملیں کہ ایک اجنبی مسافر سے یہی قصہ سنا گیا ہے۔ کچھ لوگ تذبذب میں تھے اور کچھ لوگ تذبذب اور فیصلے کے درمیان بھٹک رہے تھے مگر ادھر جانے سے سب ڈرتے تھے (یعنی جہاں درویش نے ڈیرہ لگایا ہوا تھا۔) بعض آدمی گئے بھی لیکن ٹیلوں کے پراسرار علاقے کو دور سے دیکھ کر واپس آ گئے۔ کچھ روز بعد دو جوان سال شتر سوار تمام علاقے میں گھوم گئے۔ انہوں نے بھی ایسا ہی قصہ سنایا جو ذرا مختلف تھا۔ وہ بہت دور کے سفر پر گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے ان کے ساتھ دو ٹٹو تھے جن پر قیمتی مال تھا۔ یہ تجارت کا مال تھا جو وہ سوڈان لے جا رہے تھے۔ راستے میں انہیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ مال کے ساتھ گھوڑے اور ٹٹو بھی چھین لیے اور انہیں زندہ چھوڑ دیا۔ یہ دونوں ٹیلوں کے علاقے میں آ کر تھکن، بھوک، پیاس اور غم سے گر پڑے۔ انہیں بھی سفید ریش بزرگ نظر آیا۔ اس نے انہیں وہی پیغام دیا اور کہا تمہیں شیطان کے کارندوں نے لوٹا ہے تم اللہ کے نیک بندے ہو جاؤ۔ تمہیں پچاس قدم پر دو اونٹ کھڑے ملیں گے اور ان کے ساتھ جو کچھ بندھا ہو گا وہ تمہارا ہو گا۔ لیکن مال و زر دیکھ کر آپس میں لڑ نہ پڑنا ورنہ ہمیشہ کے لیے اندھے ہو جاؤ گے۔ انہیں بھی اس بزرگ نے کہا کہ گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو پیغام دیں کہ ان کھنڈروں سے ڈریں نہیں۔ اس کے بعد ایسی بہت سی روایتیں سنی اور سنائی جانے لگیں کہ ان میں ڈر اور خوف کا تاثر نہیں تھا بلکہ ایسی کشش تھی کہ لوگوں نے

ٹیلوں کے اردگرد گھومنا پھرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے بعض لوگوں کو اندرونی علاقے سے باہر جاتے اور آتے بھی دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ اندر ایک درویش بزرگ ہے جو غیب کا حال بتاتا ہے اور آسمانوں کی خبر دیتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ امام مہدی ہے، کسی نے کہا کہ حضرت موسیٰ ہیں اور کوئی حضرت عیسیٰ کہتا تھا۔ ایک بات وثوق سے کہی جاتی تھی کہ وہ جو کوئی بھی ہے خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ اور وہ گنہگاروں کو نہ ملتا ہے اور نہ انہیں نظر آتا ہے۔ اس کے پاس جانے کے لیے نیت صاف ہونی چاہیے۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

یہ طلسماتی اور پراسرار روایتیں اور حکایتیں لوگوں کو اندرونی علاقے میں لے جانے لگیں۔ آگے جا کر انہوں نے پہلی بار وہ کھنڈر دیکھے جن سے وہ ڈرتے تھے۔ وہ ان کے اندر بھی گئے۔ یہ کمروں، غلام گردشوں اور غاروں جیسے راستوں کی بھول بھلیاں تھیں۔ ایک کمرہ بہت ہی وسیع اور اس کی چھت اونچی تھی، جالے لٹک رہے تھے اور ماحول پر ہیبت طاری تھی۔ لیکن وہاں خوشبو پھیلی ہوئی تھی، کہیں سیڑھیاں فرش سے نیچے جاتیں اور تہہ خانوں میں جا کر ختم ہو جاتیں۔ یہ عمارت ان فرعونوں کی تھی جو اپنے آپ کو خدا کہتے تھے۔ وہ کسی کسی کو نظر آتے تھے۔ لوگوں کو اس عمارت میں اکٹھا کر لیا کرتے اور لوگوں کو ان کی صرف آواز سنائی دیتی تھی۔ یہ آواز ایسی سرنگوں میں سے گزر کر آتی تھی جن کے دہانے بڑے کمرے میں تھے مگر نظر نہیں آتے تھے۔ بولنے والا سرنگ کے دوسرے سرے پر ہوتا تھا جس کے متعلق کوئی جان نہیں سکتا تھا کہ کہاں ہے؟ وہ اسے خدا کی آواز سمجھتے تھے جو عام آدمی کو نظر نہیں آتا۔ ان بڑے کمروں میں روشنیوں کا ایسا انتظام ہوا کرتا تھا کہ مشعلیں نظر نہیں آتی تھیں۔ کمرے روشن ہوتے تھے آئینے کی طرح چمکیلی دھات کی

چادریں استعمال کی جاتی تھیں جن سے چھپی ہوئی مشعلوں کی روشنی منعکس ہوتی تھی۔ وہ تو صدیوں پرانی بات تھی۔ اب صلاح الدین ایوبی کے دور میں پھر وہی آوازیں گونجنے لگیں جنہیں لوگ خدا کی آوازیں سمجھا کرتے تھے۔ ذرا سے وقت میں لوگوں کے دلوں سے کھنڈرات کی ہیبت نکل گئی۔ وہ جب بڑے بڑے کمروں میں جاتے تو اس سے پہلے انہیں اندھیری اور فراخ سرنگوں سے گذرنا پڑتا تھا۔ آگے بہت ہی فراخ اور اونچی چھت والا کمرہ آجاتا جس میں روشنی ہوتی مگر کوئی مشعل نظر نہیں آتی تھی۔ وہاں گونج کی طرح آواز آتی ''ہم نے تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی دکھائی ہے یہ کوہ طور کی روشنی ہے۔ اس نور کو دلوں میں داخل کر لو فرعونوں کی بدروحیں بھی مر گئی ہیں۔ اب یہاں موسیٰ کا نور ہے اور اس نور کو عیسیٰ اور منور کرے گا۔ خدا کو یاد رکھو کلمہ پڑھو'' اور لوگ حیرت سے منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے ایک دوسرے کو دیکھتے اور کلمہ طیبہ گنگنانا شروع کر دیتے۔ اگر اس آواز میں خدا، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور کلمہ طیبہ کا ذکر نہ ہوتا تو لوگ شاید اس کا یہ اثر قبول نہ کرتے جو وہ کر رہے تھے۔

وہ سب مسلمان تھے اپنے مذہب کے نام پر وہ اس اثر کو قبول کر رہے تھے اور جب انہیں یہ آواز سنائی دی ''رسول خدا کو خدا نے غار حرا میں رسالت عطا کی تھی تمہیں بھی ان غاروں کے اندھیروں میں خدا کا نور نظر آئے گا'' تو لوگوں نے سر جھکا لیے اور اس آواز کو جس کی گونج میں طلسماتی اثر تھا اپنے دلوں میں نقش کر لیا۔ لیکن لوگ اس ہستی تک پہنچنا چاہتے تھے جس کی یہ آواز تھی اور جو مسافروں کو اونٹ، کھانا، پانی اور اشرفیاں دیتی اور مردوں کو زندہ کرتی تھی۔ لوگوں کی بے تابیاں بڑھتی جا رہی تھیں وہ اپنے گھروں کو جاتے تو انہیں عورتیں بتاتیں کہ ایک اجنبی آیا تھا جو کھنڈر والے درویش کی کرامات سنا گیا

ہے۔وہ کہتا تھا کہ اس نے اس درویش کی زیارت کی ہے۔ایک روز ان دیہات میں جو سب سے بڑا گاؤں تھا وہاں کی مسجد کے پیش امام سے لوگوں نے استفسار کیا۔ اس نے کہا وہ مقدس انسان ہے صرف نیک لوگوں سے ملتا ہے نیک وہ ہوتا ہے جو خون خرابہ نہ کرے۔صلح اور امن کی زندگی بسر کرکے یہ مقدس درویش حضرت عیسیٰؑ کا پیغام لایا ہے اس پیغام میں محبت ہے جنگ وجدل نہیں۔اس پیغام میں یہ نصیحت ہے کہ کسی کو زخمی نہ کرو بلکہ زخمی کے زخموں پر مرہم رکھو۔اگر تم لوگ ان اصولوں پر زندگی بسر کرو گے تو یہ درویش تمہاری کایا پلٹ دے گا۔

جب ایک امام مسجد نے بھی اس مقدس درویش کو اور اس کی آواز کو برحق کہہ دیا تو کسی کے شک کرنے کی گنجائش نہ رہی۔لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ کھنڈروں میں جانے لگے تو اعلان ہوا کہ ہر جمعرات کے روز اندر جانے کی اجازت ہوگی اور شام کو میلہ لگا کرے گا۔ چنانچہ اسی روز سے جمعرات کا دن مخصوص ہو گیا اور اس کے ساتھ یہ عورتوں کو بھی وہاں جانے کی اجازت مل گئی الی ان قال تاریک سرنگ سے گزر کر جب یہ لوگ روشن ہال کمرے میں پہنچتے تو وہاں انہیں آوازیں سنائی دیتیں ''کلمہ طیبہ پڑھو اپنے اللہ کو یاد کرو حضرت موسیٰؑ تشریف لے آئے ہیں حضرت عیسیٰؑ کا ظہور ہونے والا ہے۔دل سے بدی اور دشمنی نکال دو لڑائی جھگڑا ختم کرو اور دیکھو ان کا حشر جنہیں جنت کا دھوکہ دے کر لڑایا گیا تھا۔'' اس آواز کے ساتھ ہی لوگوں کی آنکھوں میں نہایت تیز روشنی پڑتی انہیں ایک طرف منہ کرکے کھڑا کیا جاتا تھا ان کی آنکھیں خیرہ ہونے لگتیں تو روشنی ذرا مدہم ہو جاتی ،اس کے بعد روشنی کبھی تیز ہوتی کبھی مدہم اور لوگوں کو سامنے والی دیوار پر ستارے چمکتے نظر آتے۔ ان ستاروں میں جنبش ہوتی اور انتہائی مکروہ اور بھدی شکلوں والے

انسان جاتے نظر آتے۔ گونج دار آواز سنائی دیتی ''یہ سب تمہاری طرح جوان اور خوبصورت تھے انہوں نے خدا کا پیغام نہ سنا یہ کمر کے ساتھ تلواریں سجا کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنے جیسے خوبصورت جوانوں کو قتل کیا انہیں دھوکہ دیا گیا کہ تم لڑو۔مر جاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے۔ دیکھ لو ان کا انجام۔خدا نے انہیں شیطان کے درندے بنا کر کھلا چھوڑ دیا ہے۔'' ان آوازوں کے ساتھ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنائی دیتی تھی۔ کچھ اور آوازیں سنائی دیتیں جو مختلف درندوں کی معلوم ہوتی تھیں۔ روشنی اتنی تیز ہو جاتی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جاتیں۔ پھر لمبے لمبے دانتوں والے درندے دائیں سے بائیں جاتے نظر آتے۔ یہ بھی انسان تھے لیکن ان کی شکلیں بڑے ہی ڈراؤنے بھیڑیوں جیسی تھیں۔ انہوں نے بازوؤں پر برہنہ لڑکیاں اٹھا رکھی تھیں۔ یہ لڑکیاں جوان اور خوبصورت تھیں۔لڑکیاں تڑپتی تھیں بادل کی گرج اور زیادہ سنائی دیتی اور آواز آتی ''انہیں اپنے حسن پر ناز تھا انہوں نے خدا کے حسن کو ناپاک کیا تھا۔'' ان ڈراؤنی اور بھیانک شکلوں کے بعد بڑے ہی خوبرو مرد اور عورتیں گزرتیں یہ سب ہنستے کھیلتے جاتے تھے۔ یہ نیک اور پاک لوگ تھے جن کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ انہوں نے کبھی لڑائی جھگڑے کی بات نہیں کی تھی۔وہ سراپا محبت، پیار اور خلوص تھے۔

(داستان ایمان فروشوں کی ،ص ۵۱ ، ج ۲) (بزرگی کی آڑ میں یہ فلم دکھا کر جہاد اور مجاہدین کے خلاف ذہن سازی کی جاتی تھی۔)

اسی طرح ایک سیاہ ریش نے بزرگی کا لبادہ اوڑھ کر سلطان ایوبی کے خلاف کس طرح ذہن سازی کی؟ مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد دوم پڑھیں۔ میں یہاں اس کا تھوڑا سا اقتباس پیش کرتا ہوں۔وہ سیاہ ریش سفید پوش جو دو بیٹیوں کے

ساتھ ایک گاؤں میں ٹھہرا تھا وہیں کا ہو کے رہ گیا۔ گاؤں والوں نے اسے ایک مکان دے دیا تھا۔ اس نے کھلی محفل میں بیٹھنے اور باتیں کرنے سے پرہیز شروع کر دیا تھا کہ اسے مصریوں کے گناہ معاف کرانے کے لیے تین ماہ کا چلّہ کرنا ہے۔ وہ اب مکان سے تھوڑی دیر کے لیے نکلتا خاموش رہتا حاضرین کو ہاتھ لہرا کر سلام کرتا اور اندر چلا جاتا تھا۔

اس کے خاص مصاحبوں میں وہی سپاہی تھے جو اس کے ساتھ آئے تھے اور دو وہ آدمی تھے جنہوں نے ٹیلوں کے علاقے میں اس کے آگے سجدہ کیا تھا۔ ان سب نے اس کی اتنی تشہیر کر دی تھی کہ دور کے لوگ بھی اس کی جھلک دیکھنے کو پہنچ جاتے تھے۔ ایک دن علی بن سفیانؒ کا ایک جاسوس اپنی خفیہ ڈیوٹی پر قاہرہ کے مضافات میں کسی بہروپ کے روپ میں گھوم پھر رہا تھا شام ہوگئی وہ نماز پڑھنے کے لیے ایک مسجد میں چلا گیا۔ نماز کے بعد امام نے دعا مانگی دعا ختم ہوئی تو ایک نمازی نے رملہ کی شکست کی بات شروع کر دی۔ اس نے سلطان ایوبی کی فوج کے خلاف وہی باتیں کیں جو سیاہ ریش والے نے کی تھیں۔ اس نمازی نے سیاہ ریش کا حوالہ اس طرح دیا کہ وہ غیب دان ہے اور جنات اسے رزق پہنچاتے ہیں۔ اس نے سفر کی پوری روئیداد سنائی اور بتایا کہ کس طرح غیب سے انہیں پانی اور کھجوریں ملی تھیں۔ تمام نمازی انہماک سے اس کی باتیں سنتے رہے۔ اس نے بات ختم کی تو نمازیوں نے اس سے اس قسم کی باتیں پوچھنی شروع کر دیں۔

وہ مرادیں پوری کرتا ہے؟ لاعلاج مریضوں کو شفا دیتا ہے؟ آنے والے وقت کا حال بتاتا ہے؟ اولاد دیتا ہے؟ سنانے والے نے انہیں بتایا کہ ابھی وہ سب کو یہی ایک بات بتاتا ہے کہ سلطان ایوبی اور اس کی فوج میں فرعونوں والی خصلتیں پیدا ہوگئی ہیں اور شکست کی وجہ یہی ہے۔ (رملہ میں سلطان ایوبی کے بھائی عادل کو شکست ہوئی تھی اس کا

حوالہ دے رہا ہے۔) اور وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ نہ خود فوج میں بھرتی ہونا نہ کسی کو ہونے دینا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ گناہوں کی سزا کا وقت ابھی پورا نہیں ہوا اور یہ بھی کہ وہ تین ماہ کا چلّہ کر رہا ہے اس کے بعد وہ بتائے گا کہ مصریوں کے گناہ بخشے گئے ہیں یا نہیں۔ (اب دوسری طرف آیئے اور پڑھیے کہ مولویوں کے روپ میں کیا کیا کردار ادا کیا گیا۔)

مصر کے خلیفہ العاضد کے محافظ دستہ کا سالار رجب ایمان فروشی کرتے ہوئے جب صلیبیوں سے مدد مانگنے گیا تو اس موقع پر ایک صلیبی کمانڈر نے کہا۔ محترم رجب! آپ کو اپنے ملک کے متعلق بھی علم نہیں کہ وہاں در پردہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم نے یہ مہم اسی روز شروع کر دی تھی جس روز صلاح الدین ایوبی نے ہمیں بحیرہ روم میں شکست دی تھی۔ ہم کھلی تخریب کاری کے قائل نہیں۔ ہم ذہنوں میں تخریب کاری کیا کرتے ہیں۔ ذرا غور کریں محترم! دو سال پہلے قاہرہ میں کتنے قحبہ خانے تھے اور اب کتنے ہیں؟ کیا ان میں بے پناہ اضافہ نہیں ہوگیا؟ کیا دولت مند مسلمان گھرانوں میں لڑکوں اور لڑکیوں میں قابل اعتراض معاشقے شروع نہیں ہو گئے۔ ہم نے وہاں عیسائی لڑکیاں بھیجی تھیں وہ مسلمان لڑکیوں کے روپ میں مسلمان مردوں کے درمیان رقابت پیدا کر کے خون خرابہ کرا چکی ہیں۔ قاہرہ میں ہم نے نہایت دل کش جوا بازی رائج کر دی ہے۔

دو مسجدوں میں ہمارے بھیجے ہوئے آدمی امام ہیں۔ وہ نہایت خوبی سے اسلام کی شکل وصورت بگاڑ رہے ہیں۔ وہ جہاد کے معنٰی بگاڑ رہے ہیں۔ ہم نے وہاں عالموں اور فاضلوں کے بھیس میں بھی کچھ آدمی بھیج رکھے ہیں جو مسلمانوں کو جنگ وجدل کے خلاف تیار کر رہے ہیں۔ وہ دوست اور دشمن کا تصور بھی بدل رہے ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر یہ توقع ہے کہ مسلمان چند برسوں تک اس ذہنی کیفیت میں داخل ہو جائیں گے جہاں وہ

اپنے آپ کو بڑے فخر سے مسلمان کہیں گے۔ مگر ان کے ذہنوں پر ہماری تہذیب وتمدن کا اثر ہوگا۔ (ص ۲۶۳، ج ۲)

چنانچہ اس چیز کا گلہ انٹیلی جنس کے سربراہ علی بن سفیان نے ایک مجلس میں اس طرح کیا کہ میں نے اپنے جاسوس اور مخبر دیہاتی علاقوں میں پھیلا رکھے ہیں مگر دشمن کی تخریب کاری اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ اس کے آدمیوں کو پکڑنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی دشمن کے جاسوسوں اور تخریب کاروں کو پناہ اور تحفظ دیتے ہیں۔ کیا آپ یہ سن کر حیران نہیں ہوں گے کہ دیہاتی علاقوں کی بعض مسجدوں کے امام بھی دشمن کی تخریب کاری میں شامل ہو گئے ہیں۔ (داستان ایمان فروشوں کی ؛ص ۱۶۰، ج ۲)

اور صفحہ نمبر ۱۶۴ جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ دو گاؤں میں اس نے ایسے امام دیکھے تھے جو مشکوک سے لگتے تھے۔ وہاں کے لوگوں سے اسے پتہ چلا تھا کہ یہ دونوں امام نئے نئے آئے ہیں اس سے پہلے ان مسجدوں میں امام تھے ہی نہیں۔ دونوں جہاد کے خلاف وعظ سناتے اور قرآن کی آیات پڑھ کر غلط تفسیریں بیان کرتے تھے۔ ایسے ہی لوگوں کا ایک گروہ جب پکڑا جس کی پوری تفصیل داستان ایمان فروشوں کی صفحہ نمبر ۱۷ جلد دوم پر درج ہے۔ اس کا ایک اقتباس پڑھیے۔ رات گرفتاری کے بعد ان سے اعتراف لیا گیا تھا کہ انہوں نے تین چار مسجدوں میں امام رکھ دیئے تھے جو لوگوں کو مذہب کے پردے میں غیر اسلامی نظریات کے معتقد بنا رہے تھے۔ (صفحہ نمبر ۱۷۴ جلد دوم) لوگوں کو علماء کے ذریعے جہاد سے متنفر کرنے کی ایک دل خراش کہانی آپ بھی ذرا تفصیل سے پڑھ لیں۔ یہ واقعہ ۱۱۷۱ء کا ہے۔

قاہرہ میں ایک مسجد تھی جو اتنی بڑی نہیں تھی کہ لوگ وہاں جمعہ کی نماز پڑھتے اور اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی کہ نمازیوں کی کمی ہوتی۔ یہ قاہرہ کے اس علاقے میں تھی جو شہر کا قریبی مضافات یا شہر کے باہر کا علاقہ تھا۔ جہاں درمیانہ اور اس سے کم درجے کے لوگ رہتے تھے۔ مذہب کا احترام انہی لوگوں کے دلوں میں رہ گیا تھا مگر ان کی بدنصیبی یہ تھی کہ تعلیم سے بے بہرہ تھے۔ جذباتی استدلال اور دلکش الفاظ سے فوراً متاثر ہوتے اور انہیں قبول کر لیتے تھے۔ صلاح الدین ایوبی نے مصر میں آ کر نئی فوج تیار کی تھی اس میں ان کنبوں کے افراد زیادہ بھرتی ہوئے تھے جس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ ذریعہ معاش تھا سلطان ایوبی نے فوج کی تنخواہ میں کشش پیدا کی تھی اور متعدد سہولتیں بھی تھیں۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ لوگ جہاد کو فرض سمجھتے تھے۔ وہ اسلام کے نام پر جان اور مال قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس دور میں اس جذبے کی شدید ضرورت تھی۔ سرکاری طور پر انہیں بتایا گیا تھا کہ صلیبی دنیا عالم اسلام کا نام ونشان مٹا دینے کے لیے اپنے تمام ذرائع اور ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔

چھ سات مہینوں سے یہ گمنام سی مسجد مشہور ہو گئی تھی۔ یہ شہرت نئے پیش امام کی بدولت تھی جو عشاء کی نماز کے بعد درس دیا کرتا تھا۔ پہلا پیش امام صرف تین روز ایسی بیماری سے بیمار رہ کر مر گیا تھا جسے کوئی حکیم اور سیانا سمجھ ہی نہ سکا۔ وہ پیٹ کے درد اور آنتوں کی سوزش کی شکایت کرتا تھا۔ اسی روگ سے مر گیا۔ وہ عام سا ایک مولوی تھا جو صرف نماز باجماعت پڑھاتا تھا۔ اس کی وفات کے اگلے ہی روز سرخ وسفید چہرے اور بھوری داڑھی والا ایک مولوی آیا جس نے امامت کے فرائض اپنے ذمے لینے کی پیش کش کی۔ لوگوں نے اسے قبول کر لیا۔ وہ کہیں جھونپڑے میں رہتا تھا۔ اس کی دو بیویاں

تھیں۔اس نے لوگوں کو بتایا کہ وہ علم کا شیدائی اور مذہب کے سمندر کا غوطہ خور ہے۔وہ خاطر ومدارت کا اور لوگوں سے نذرانے وصول کرنے کا قائل نہیں تھا۔اس کی ضرورت صرف یہ تھی کہ اسے کشادہ اور اچھا مکان مل جائے جہاں وہ دو بیویوں کے ساتھ عزت سے اور پردے میں رہ سکے۔

لوگوں نے مسجد کے قریب ہی اسے ایک مکان خالی کرادیا جس کے کئی ایک کمرے تھے۔لوگوں نے دیکھا کہ وہ دونوں بیویوں کے ساتھ اس مکان میں آیا۔بیویاں سیاہ برقعوں میں مستور تھیں۔ان کے ہاتھ بھی نظر نہیں آتے تھے۔پاپوش تک چھپے ہوئے تھے۔اسے لوگوں نے ضروری سامان وغیرہ دے کر آباد کر دیا۔لوگ ایک تو اس کی ظاہری شخصیت سے متاثر ہوئے لیکن جس جادو نے انہیں اس کا گرویدہ کیا وہ اس کی آواز کا جادو تھا۔اس مسجد میں اس نے پہلی اذان دی تو جہاں جہاں تک اس کی آواز پہنچی سناٹا سا طاری ہوگیا۔ایک مقدس ترنم زمین وآسمان پر وجد طاری کر رہا تھا۔یہ ایک طلسم تھا جو ان لوگوں کی بھی مسجد میں لے گیا جو گھروں میں نماز پڑھتے یا پڑھتے ہی نہیں تھے۔اسی رات اس نے عشاء کی نماز کے بعد نمازیوں کو پہلا درس دیا اور انہیں کہا کہ وہ ہر رات درس دیا کرے گا۔چھ سات مہینوں میں اُس نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔بعض لوگ تو اس کے مرید بن گئے۔اس مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔اس پیش امام نے جو دراصل عالم تھا، وہاں جمعہ کی نماز بھی شروع کر دی۔

چھ سات مہینوں بعد اس مسجد اور اس عالم پیش امام کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔شہر کے بھی کچھ لوگ اس کے درس میں جانے لگے۔وہ اسلام کے جن بنیادی اصولوں پر زیادہ زور دیتا تھا وہ تھے عبادت اور محبت۔وہ لڑائی جھگڑے اور جنگ وجدل

کے خلاف سبق دیتا تھا۔اس نے لوگوں کے ذہنوں میں یہ عقیدہ پختہ کر دیا تھا کہ انسان اپنی تقدیر خود نہیں بنا سکتا۔جو کچھ ہے وہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔انسان کمزور سا ایک کیڑہ ہے۔اس عالم کا اندازِ بیان بڑا ہی پُر اثر ہوتا تھا۔وہ قرآن ہاتھ میں لے کر ہر بات قرآن کی کسی نہ کسی آیت سے واضح کرتا تھا۔صلاح الدین ایوبی کی وہ بے حد تعریف کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ مصر کی خوش بختی ہے کہ اس ملک کی امارت اسلام کے ایسے شیدائی کے ہاتھ میں ہے۔اس نے جہاد کا فلسفہ اور مفہوم بھی پیش کیا تھا جو لوگوں کے لیے نیا تھا لیکن انہوں نے بلا حیل وحجت اسے تسلیم کر لیا۔

ایک رات عشاء کی نماز کے بعد وہ اپنا درس شروع کرنے لگا تو ایک آدمی نے اُٹھ کر عرض کی ......''عالم عالی مقام! خدا آپ کے علم کی روشنی جنات تک اور اس مخلوق تک بھی پہنچائے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔میں اپنے آٹھ دوستوں کے ساتھ بہت دور سے آیا ہوں۔ہم آپ کے علم کی شہرت سن کر آئے ہیں۔اگر گستاخی نہ ہو اور عالم عالی مقام کی خفگی کا باعث نہ بنے تو ہمیں جہاد کے متعلق کچھ بتائیں۔ہم شک میں ہیں۔لوگوں نے بتایا ہے کہ ہمیں جہاد کا مطلب غلط بتایا جا رہا ہے۔''

سات آٹھ آوازیں سنائی دیں ......''ہم نے یہ درس نہیں سنا تھا۔''

ایک نے کہا......''یہ وقت کی آواز ہے جو ہمارے کانوں میں بگاڑ کر ڈالی گئی ہے۔ہم صحیح بات سننا چاہتے ہیں۔''

عالم نے کہا......''یہ قرآن کی آواز ہے جسے کوئی نہیں بگاڑ سکتا۔میرا فرض ہے کہ صحیح آواز کو ایک ہزار بار دہراؤں تاکہ یہ ہر کان میں پہنچ جائے۔...... جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ دوسروں کی زمین پر قبضہ کرنے کے لیے ان کی گردنیں کاٹو۔جہاد کا مطلب قتل

وغارت نہیں، خون خرابہ نہیں۔'' اس نے قرآن سے ایک آیت پڑھی اور اس کی تفسیر یوں بیان کی۔ '' یہ علم میرا نہیں، یہ فرمان خداوندی ہے کہ تم بدی اور گناہ کے خلاف لڑتے ہو تو اسے جہاد کہتے ہیں جو ہم سب پر فرض کر دیا گیا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پیار کے زور سے پھیلا ہے؟ جہاد کی شکل بعد میں آ کر بگڑی ہے اور یہ انہوں نے بگاڑی ہے جو بادشاہی کے دلدادہ ہیں۔ عیسائی بھی دوسروں کے ملکوں کو اپنی سلطنت بنانے کے لیے جنگ وجدل کو مقدس جنگ کہتے ہیں اور مسلمان بھی اسی ارادے سے قتل وغارت کو جہاد کہتے ہیں۔ یہ صرف حکومتیں اور بادشاہیاں قائم کرنے کے ڈھنگ ہیں۔ لوگوں کو مذہب کے نام پر بھڑکا کر لڑایا جاتا ہے اور اس طرح بادشاہیوں کی بنیادیں مضبوط کی جاتی ہیں۔''

''تو کیا امیرِ مصر صلاح الدین ایوبی ہمیں گمراہ کر کے لڑا رہا ہے؟'' اُس آدمی نے پوچھا جس نے جہاد کا صحیح مطلب سمجھنا چاہا تھا۔

''نہیں!'' عالم نے جواب دیا۔'' صلاح الدین ایوبی پر اللہ کی رحمت ہو۔ اُسے بڑوں نے جو بتایا وہ سچے مسلمان کی حیثیت سے پوری نیک نیتی سے اُس پر عمل کر رہا ہے۔ اُس کے دل میں عیسائیوں کی نفرت ڈالی گئی ہے۔ وہ اس کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ ذرا غور کرو کہ عیسائی اور مسلمان میں کیا فرق ہے؟ دونوں کا نبی مشترک ہے۔ آگے آ کر ذرا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ محبت اور امن کا پیغام لائے تھے۔ ہمارے رسول صلعم بھی محبت کا پیغام دے گئے ہیں۔ پھر تلوار اور زرہ بکتر کہاں سے آ گئی؟ یہ اُن لوگوں کی لائی ہوئی چیزیں ہیں جو خدا کی اتنی پیاری زمین پر، جس پر صرف اُسی کی ذات باری کی حکمرانی ہے، وہ اپنی حکومت قائم کرتے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بناتے ہیں...... میں

امیرِ مصر کے دربار میں حاضری دوں گا اور اس کی خدمت اقدس میں جہاد کا صحیح نقطۂ نظر واضح کروں گا۔ امیر صلاح الدین ایوبی نے صحیح جہاد شروع کر رکھا ہے جو جہالت اور بے علمی کے خلاف ہے۔ اس نے خطبے سے خلیفہ کا نام نکال کر بہت بڑا جہاد کیا ہے۔ اس نے مدرسے کھول کر بھی جہاد کیا ہے لیکن مدرسوں میں یہ خرابی ہے کہ جہاں مذہب اور معاشرت کی تعلیم دی جاتی ہے، وہاں عسکری تربیت بھی دی جاتی ہے۔ بچوں کو خدا کے نام پر غارت گری کے سبق دیئے جاتے ہیں۔ انہیں تیغ زنی اور تیز اندازی بھی سکھائی جاتی ہے۔ جب تم اپنے بچوں کے ہاتھوں میں تلوار اور تیر کمان دو گے تو انہیں یہ بھی بتاؤ گے کہ ان سے وہ کسے ہلاک کریں۔ ظاہر ہے کہ تم انہیں کچھ انسان دکھاؤ گے اور کہو گے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں انہیں ہلاک کرو۔''

عالم کی آواز میں ایسا اثر تھا اور اس کے دلائل میں اتنی کشش تھی کہ سننے والے مسحور ہوتے جا رہے تھے۔ اس نے کہا...... '' اپنے بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ گے کیونکہ اپنے بچوں کو غلط راستے پر ڈالنے والے تم تھے۔ تمہیں جنت میں اپنے بادشاہ اور فوجوں کے سالار نہیں لے جائیں گے، پیش امام اور وہ عالم دین لے جائیں گے جن کے ہاتھ میں مذہب اور علم کی قندیل تھی۔ تم دنیا میں ان کے پیچھے چلو گے تو وہ روز قیامت بھی تمہیں اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ روز قیامت جس کے ہاتھ انسان کے خون سے لال ہوں گے اُسے ساری عمر کے اچھے اعمال اور ساری عمر کی نمازوں کے باوجود دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ایک نقطہ اور سمجھ لو۔ تم زکوٰۃ بیت المال کو دیتے ہو۔ بیت المال حاکم وقت کا ہوتا ہے۔ زکوٰۃ غریبوں اور ناداروں کا حق ہے۔ حاکم وقت غریب اور نادار نہیں ہوتا۔ تمہاری زکوٰۃ جو بیت المال میں جاتی ہے

اس سے گھوڑے اور ہتھیار خریدے جاتے ہیں جو انسانوں کو ہلاک کرنے کے کام آتے ہیں۔ لہٰذا جو فرض ادا کر کے تم جنت میں جا سکتے ہو وہ فرض ادا کر کے بھی تم دوزخ میں ٹھکانا بناتے ہو۔ لہٰذا زکوٰۃ بیت المال میں نہ دو۔''

عالم نے موضوع بدلا اور کہا...... ''بہت سی باتیں عام ذہن کے انسانوں کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ انہیں بتاتا بھی کوئی نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہارے اندر ایک حیوانی جذبہ ہے؟ کیا تم عورت کی ضرورت محسوس نہیں کرتے؟ کیا یہی جذبہ نہیں جو تمہیں بدکاری کے اڈوں پر لے جاتا ہے؟...... یہ جذبہ خدا نے خود پیدا کیا ہے۔ یہ کسی انسان کا پیدا کردہ نہیں۔ تم اس کی تسکین کر سکتے ہو۔ اسی لیے خدا نے تمہیں حکم دیا ہے کہ بیک وقت گھر میں چار بیویاں رکھو۔ اگر تم غریب ہو اور ایک بیوی بھی نہیں لا سکتے تو کسی عورت کو اجرت دے کر اُس حیوانی جذبہ کی تسکین کر سکتے ہو جو تم میں خدا نے پیدا کیا ہے اور انسان اسی جذبے کی پیداوار ہے، مگر بدی سے بچو۔ ایک ایک، دو دو، تین تین، چار چار بیویاں گھر میں رکھو۔ ان بیویوں کو اور اپنی بیٹیوں کو گھروں میں چھپا کر رکھو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جوان لڑکیوں کو بھی عسکری تربیت دی جا رہی ہے اور انہیں بھی گھوڑ سواری اور شتر سواری سکھائی جا رہی ہے۔ زنانہ مدرسوں میں انہیں زخمیوں کی مرہم پٹی اور انہیں سنبھالنے کے طریقے سکھائے جا رہے ہیں تاکہ وہ میدان جنگ کے زخمیوں کو سنبھالیں اور اگر ضرورت پڑے تو لڑیں بھی...... یہ ایک بدعت ہے۔ اپنی لڑکیوں کو اس بدعت سے بچاؤ۔ یہ باتیں اپنے ان دوستوں اور پڑوسیوں کو بھی سناؤ جو مسجد میں نہیں آتے۔ خدا کے احکام اور کارناموں میں مت دخل دو۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

عالم نے درس ختم کیا تو سامعین جن کی تعداد اتنی ہوگئی تھی کہ بہت سے لوگ

پیچھے کھڑے تھے، مسجد میں بیٹھنے کو جگہ نہ تھی، اٹھ کر عالم سے ہاتھ ملانے اور جانے لگے۔ بعض نے اس کے ہاتھ چومے۔ جھک کر مصافحہ تو ہر ایک نے کیا۔ ایک ایک کر کے سب لوگ چلے گئے۔ صرف دو آدمی عالم کے سامنے بیٹھے رہے۔ ان میں سے ایک وہ آدمی تھا جس نے کہا تھا کہ مجھے جہاد کے متعلق بتایئے۔ اس آدمی نے لمبا چوغہ پہن رکھا تھا۔ سر پر چھوٹی سی پگڑی اور اس پر چوڑا پھولدار رومال پڑا ہوا تھا۔ اس کی داڑھی لمبی اور سیاہ اور مونچھیں گھنی تھیں۔ لباس سے وہ درمیانے درجے کا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اس کی ایک آنکھ پر ہرے رنگ کا پٹی نما کپڑا تھا جو دو دھاگوں سے اس کے سر کے ساتھ بندھا تھا۔ اس کپڑے نے اس کی ایک آنکھ ڈھانپ رکھی تھی۔ عالم کے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ اس کی یہ آنکھ خراب ہے۔ دوسرے آدمی کا لباس بھی معمولی سا تھا۔ اس کی بھی داڑھی لمبی اور گھنی تھی۔ مسجد میں عالم کے پاس یہی دو آدمی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ چھ آدمی اور تھے جو جہاد کا درس لینے آئے تھے۔ وہ مسجد کے دروازے کے باہر کھڑے تھے۔ شاید اپنے ساتھیوں کے انتظار میں تھے۔

''کیوں، تمہارا شک ابھی رفع نہیں ہوا؟'' عالم نے مسکرا کر ان دونوں سے پوچھا۔ ''میرا خیال ہے شک رفع ہو گیا ہے۔'' آنکھ کی ہری پٹی والے نے جواب دیا۔ ''ہم شاید آپ ہی کی تلاش میں ہیں ہم نے آدھا مصر چھان مارا ہے ہمیں مسجد کا محل وقوع اور نشانیاں غلط بتائی گئی تھیں۔''

''کیا آدھے مصر میں تمہیں مجھ سے بہتر کوئی عالم نہیں ملا؟''

''تلاش جو صرف آپ کی تھی۔'' اس آدمی نے جواب دیا۔ ''''کیا ہم صحیح جگہ آ گئے ہیں؟ آپ کا درس بتاتا ہے کہ ہم آپ ہی کی تلاش میں تھے۔''

عالم نے باہر کی طرف دیکھا اور بے توجہی کے انداز میں بولا ...... ''معلوم نہیں موسم کیسا رہے گا!''

''بارش آئے گی۔'' ہری پٹی والے نے کہا۔

''آسمان بالکل صاف ہے۔'' عالم نے کہا

''ہم گھٹائیں لائیں گے۔'' ہری پٹی والے نے کہا اور قہقہہ لگایا۔

عالم مسکرایا اور رازداری سے پوچھا۔ ''کہاں سے آئے ہو؟''

''ایک مہینے سے ہم سکندریہ میں تھے۔'' اس آدمی نے جواب دیا۔ ''اس سے پہلے شوبک میں تھے۔''

''مسلمان ہو؟''

''فدائی۔'' ہری پٹی والے نے کہا...... ''ابھی مسلمان ہی سمجھو۔'' اور وہ اپنے ساتھی کے ساتھ بڑے زور کے ساتھ ہنسا۔

''میں آپ کو اس فن کا استاد مانتا ہوں۔'' دوسرے نے عالم سے کہا ...... ''مجھے بالکل یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ آپ ہیں۔ آپ ناکام نہیں ہو سکتے۔''

''اور کامیابی آسان بھی نہیں۔'' عالم نے کہا۔ ''صلاح الدین ایوبی کو شاید تم نہیں جانتے۔ بے شک میں نے ان تمام لوگوں کے دلوں میں جہاد اور جنس کے متعلق اسلامی نظریات کے خلاف شکوک پیدا کر دیئے ہیں لیکن صلاح الدین ایوبی نے جو مدرسے کھولے ہیں وہ شاید ہماری کوششوں کو آسانی سے کامیاب نہ ہونے دیں گے۔''

اس نے پوچھا۔ ''تم نے مجھے یہ کیوں کہا تھا کہ میں جہاد پر درس دوں؟''

''شوبک میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ کی سب سے بڑی نشانی یہی ہے۔'' ہری

پٹی والے نے جواب دیا۔ ''یہ تمام الفاظ جو آپ نے درس میں بولے ہیں ہمیں وہاں بتائے گئے تھے۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آپ جہاد کے بعد جنسی جذبے کا ذکر ضرور کریں گے۔ آپ نے اپنا سبق بڑی محنت سے یاد کیا ہے۔''

''میرا نام کیا ہے؟'' عالم نے پوچھا۔

''کیا آپ ہمارا امتحان لینا چاہتے ہیں؟'' اس آدمی نے جواب دیا۔ ''کیا آپ کو ہم پر شک ہے؟ ہمیں ایک دوسرے کے نام نہیں صرف نشانیاں بتائی جاتی ہیں۔''

''تم کس کام سے آئے ہو؟''

''فدائی کس کام سے آیا کرتے ہیں؟'' ہری پٹی والے نے پوچھا۔

''تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا گیا ہے؟'' عالم نے پوچھا۔

''ایک اونٹنی کے لیے۔'' اس آدمی نے جواب دیا۔ ''آپ کے پاس دو ہیں۔ ہمیں آپ کے پاس نہ بھیجا جاتا مگر آپ کو اطلاع مل گئی ہوگی کہ صلاح الدین ایوبی کے ایک نائب سالار رجب سوڈانی کے ساتھ شوبک سے تین اونٹنیاں روانہ کی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک ہمارے مقصد کے لیے تھی مگر معلوم نہیں کیا ہوا کہ تینوں ماری گئی ہیں۔ رجب کی کھوپڑی اور ایک سب سے زیادہ خوبصورت اونٹنی صلاح الدین ایوبی کے پاس پہنچ گئی تھی۔ وہ بھی ختم ہوگئی۔''

''ہاں!'' ...... عالم نے آہ بھر کر کہا...... ''ہمیں بہت بڑا نقصان ہوا صلاح الدین کا ایک بڑا ہی کارآمد سالار جو ہمارے قبضے میں تھا جلاد کی نذر ہو گیا ...... اندر چلو ...... یہ جگہ محفوظ نہیں۔''

وہ دونوں عالم کے ساتھ اٹھے اور باہر نکل گئے۔ باہر جو چھ آدمی کھڑے تھے وہ

اندھیرے میں بکھر گئے۔

وہ اب عالم کے گھر میں داخل ہوئے۔ صاف ستھرا گھر تھا۔ کئی کمرے تھے۔ دو تین کمروں میں سے گزر کر وہ ایسے کمرے میں چلے گئے جو زمین پر ہی تھا لیکن زیرِ زمین معلوم ہوتا تھا۔ اس کے سامنے کوڑا کباڑ بکھرا ہوا تھا۔ دروازے کے باہر تالا لگا ہوا تھا صاف پتہ چلتا تھا کہ یہ دروازہ برسوں سے نہیں کھولا گیا اور کھولا بھی نہیں جائے گا۔ ایک پہلو میں کھڑکی تھی اُسے ہاتھ لگایا تو کھل گئی۔ عالم اندر گیا۔ اس کے پیچھے یہ دونوں آدمی اندر چلے گئے۔ اندر سے کمرہ خوب سجا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ سنہری صلیب لٹک رہی تھی۔ اس کے ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دستی تصویر اور دوسری طرف مریم کی تصویر تھی۔ عالم نے کہا...... ''یہ میرا گرجا ہے اور پناہ گاہ۔''

''خطرے کی صورت میں آپ کے پاس کیا انتظام ہے؟'' آنکھ کی ہری پٹی والے نے پوچھا اور مشورہ دیا...... ''آپ کو صلیب اور یہ تصویریں اس طرح سامنے نہیں رکھنی چاہیے۔''

''یہاں تک کسی کے آنے کا خطرہ نہیں۔'' عالم نے جواب دیا اور ہنس کر کہا...... ''مسلمان بڑی سیدھی اور جذباتی قوم ہے۔ یہ قوم جذباتی الفاظ اور سنسنی خیز دلائل پر مرتی ہے۔ جنس انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ میں ان لوگوں میں یہ کمزوری ابھار رہا ہوں۔ انہیں یہ سبق دے رہا ہوں کہ چار شادیاں فرض ہیں۔ آہستہ آہستہ انہیں بدکاری کی طرف راغب کر رہا ہوں۔ مذہب کے نام پر تم مسلمان سے بدی بھی کرا سکتے ہو نیکی بھی۔ ہاتھ میں قرآن رکھ کر بات کرو تو یہ لوگ احمقانہ باتوں کے بھی قائل ہو جاتے ہیں اور جھوٹ کو بھی سچ مان لیتے ہیں۔ میرا تجربہ کامیاب ہے۔ میں یہاں اپنے جیسا ایک گروہ

پیدا کر لوں گا جو مسجد میں بیٹھ کر اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر ان لوگوں کے جذبہ جہاد کو اور کردار کو قتل کر دے گا۔ عورت کے متعلق میں ان لوگوں کے نظریات بدل رہا ہوں۔ صلاح الدین نے عورتوں کو بھی عسکری تربیت دینی شروع کر دی ہے۔ میں انہیں بتا رہا ہوں کہ عورت کو گھر میں قید رکھو۔ میں اس قوم کی نصف آبادی کو بے کار کر دوں گا۔''

''فوج کے خلاف نفرت پیدا کرنا ضروری ہے۔'' ہری پٹی والے کے ساتھی نے کہا...... ''صلاح الدین ایوبی نے یہی کمال کر دکھایا ہے کہ قوم اور فوج کو ایک کر دیا ہے۔ وہ اس وقت اعلان کر دے کہ یروشلم فتح کرنا ہے تو مصر کی ساری آبادی اس کے ساتھ چل پڑے گی۔''

''لیکن وہ ایسا اعلان کرے گا نہیں۔'' عالم نے کہا...... ''وہ دانش مند ہے۔ وہ جذباتی لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ صرف ایک تربیت یافتہ سپاہی کو ایک سو غیر تربیت یافتہ جوشیلے آدمیوں پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ کھوکھلے نعروں سے قوم کو بھڑکاتا نہیں۔ حقیقت کی بات کرتا ہے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ اس کی قوم کو حقیقت اور تربیت سے دور رکھیں اور اسے جذباتی بنائیں۔ اس قوم میں شعور کی بجائے جوش رہ جائے۔ وہ جوش جس میں حقیقت پسندی اور دانش مندی نہ ہو، دشمن کے پہلے تیر سے ہی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ خواہ تیر قریب سے گزر جائے۔ ہم ان میں صرف جوش رہنے دیں گے۔ تم نے سنا ہے کہ میں اپنے درس میں صلاح الدین ایوبی کی بہت تعریف کر رہا تھا۔''

''یہ باتیں تو ہم بعد میں کر لیں گے۔'' اس آدمی نے کہا...... ''دونوں اونٹنیاں دکھا دیں اور یہ بتائیں کہ ہمیں یہاں کس وقت اور کس طرح پناہ مل سکتی ہے اور یہاں اپنا کوئی اور آدمی رہتا ہے یا نہیں۔''

''نہیں!'' عالم نے جواب دیا۔ ''یہاں اور کوئی نہیں رہتا۔''

ان کے درمیان کوئی شک وشبہ نہیں رہا تھا۔ وہ خفیہ الفاظ میں ایک دوسرے کو پہچان چکے تھے۔ عالم کمرے سے نکل گیا۔ واپس آیا تو اس کے ساتھ دو بڑی ہی خوبصورت اور جوان لڑکیاں تھیں۔ یہی وہ دو لڑکیاں جن کے متعلق اس نے لوگوں کو بتایا تھا کہ اس کی بیویاں ہیں۔ انہیں وہ سر سے پاؤں تک برقعے میں چھپا کر لایا تھا۔ مگر ان دو آدمیوں کے سامنے وہ بے پردہ آئیں۔ عالم نے ان کا تعارف دونوں آدمیوں سے کرایا اور الماری سے شراب کی بوتل نکالی۔ ایک لڑکی گلاس لے آئی۔ شراب گلاسوں میں ڈالی گئی۔ ان دونوں آدمیوں نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔ پہلے کام کی باتیں کرلیں۔'' ہری پٹی والے نے کہا۔

''ہمیں دو آدمیوں کو قتل کرنا ہے۔'' دوسرے نے کہا...... ''صلاح الدین ایوبی کو اور علی بن سفیان کو۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم نے دونوں کو نہیں دیکھا، ہمیں دونوں آدمی دکھا دیں۔ کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟''

''اتنا دیکھا ہے کہ دونوں کو اندھیرے میں بھی پہچان سکتا ہوں۔'' عالم نے کہا ''میں نے جو مہم شروع کر رکھی ہے اس کے لیے ضروری تھا کہ دونوں کو اچھی طرح پہچان لوں۔ علی بن سفیان اتنا ذہین اور گھاگھ ہے کہ اپنے کسی جاسوس کو یہاں بھیجنے کی بجائے خود یہاں آسکتا ہے۔ اگر وہ بھیس بدل کر میرے سامنے آئے تو بھی اسے پہچان لوں گا۔''

''اور صلاح الدین ایوبی کے متعلق کیا خیال ہے؟'' ہری پٹی والے نے پوچھا۔

''اسے بھی خوب پہچانتا ہوں۔'' عالم نے جواب دیا۔

ہری پٹی والے نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کنپٹیوں پر رکھے۔ داڑھی کو پکڑا اور

ہاتھوں کو نیچے کو جھٹکا دیا۔ اس کی لمبی داڑھی اور گھنی مونچھیں اس کے چہرے سے الگ ہو گئیں۔ پیچھے چھوٹی سی داڑھی رہ گئی جو نہایت اچھی طرح تراشی ہوئی تھی۔ مونچھیں بھی تراشیدہ تھیں۔ لمبی داڑھی اور گھنی مونچھیں مصنوعی تھیں جو اب اس نے ہاتھ میں لے رکھی تھیں۔ اس نے آنکھ سے ہری پٹی بھی نوچ کر پرے پھینک دی۔ عالم جہاں تھا وہیں بت بن گیا۔ اس کی آنکھیں ٹھہر گئیں اور منہ کھل گیا۔ دونوں لڑکیاں حیران و ششدر کبھی اس آدمی کو دیکھتیں جس نے اپنا بہروپ اتار دیا تھا، کبھی عالم کو دیکھتیں جس کا رنگ لاش کی طرح ہو گیا تھا۔ عالم کے منہ سے حیرت اور گھبراہٹ میں ڈوبی ہوئی سرگوشی نکلی...... ''صلاح الدین ایوبی؟''

''ہاں دوست!'' اسے جواب ملا...... ''میں صلاح الدین ایوبی ہوں۔ تمہاری شہرت سن کر تمہارا درس سننے آیا تھا۔'' سلطان ایوبی نے اپنے ساتھی کی داڑھی کو مٹھی میں لے کر جھٹکا دیا تو اس کی داڑھی چہرے سے الگ ہو گئی۔ اس نے عالم سے کہا...... ''آپ اسے بھی پہچانتے ہوں گے؟''

''پہچانتا ہوں۔'' عالم نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا...... ''علی بن سفیان۔''

علی بن سفیان کی صرف ٹھوڑی پر داڑھی تھی۔ اچانک لڑکیاں اور عالم پیچھے کو دوڑے اور الماری سے چھرا نما تلواریں نکال لیں مگر وہ ادھر کو گھومے تو ان کی تلواریں جھک گئیں کیونکہ صلاح الدین ایوبی اور علی بن سفیان نے چغوں کے اندر سے اسی قسم کی تلواریں نکال لی تھیں۔ لڑکیوں کو تیغ زنی کی مشق تو کرائی گئی تھی لیکن دو پیشہ ور تیغ زنوں کے مقابلے میں نہ آسکیں۔ ان سے تلواریں رکھوالی گئیں۔ علی بن سفیان باہر نکل گیا۔ ذرا سی دیر میں چھ آدمی جو باہر کھڑے تھے اسی سائز کی تلواریں سونتے کھڑکی میں سے کود کر

آ گئے۔

دوسرے دن مسجد کے سامنے اس علاقے کے لوگوں کا ہجوم تھا۔ وہاں چند ایک سرکاری اہل کار بھی تھے جو لوگوں کو باری باری عالم کے اس خفیہ کمرے میں لے جا رہے تھے جہاں صلیب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی تصویریں آویزاں تھیں۔ لوگوں کو شراب کی بوتلیں بھی دکھائی گئیں۔ اہل کار لوگوں کو عالم کی اصلیت بتا رہے تھے اور وہ جہاد کا جو نظریہ پیش کرتا تھا اس کی وضاحت کر رہے تھے۔

انگریز کی سازش :

انگریزوں نے جہاد کو ختم کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ غلام احمد قادیانی کا مشن امت مسلمہ کو علماء کرام کو جہاد بالسیف سے دور کرنا تھا۔ چنانچہ غلام احمد قادیانی کا خط جو اس نے انگریز کو لکھا تھا کہ

''میں نے جہاد بالسیف سے مسلمانوں کو غافل کرنے کے لیے قرآن وحدیث میں تاویلیں کر کے اتنی کتابیں، رسائل اور اشعار لکھے ہیں کہ اگر جمع کیے جائیں تو پچاس الماریاں بھری جا سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب :ص ۲۵) (غلام احمد قادیانی کے اشعار فریضہ جہاد کے خلاف ضمیمہ تحفہ گولڑویہ :ص ۳۹)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے یہ جنگ وجدال
اب آگیا ہے مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر ہے وہ نبی کا جو رکھتا ہے یہ اعتقاد

دیوبندیو! کچھ ہوش کے ناخن لو بہت نقصان ہو چکا......

لباسِ خضر میں بہت سے رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اب آپ رائے ونڈیوں کو سنیے :

''اسلحہ کے زور پر نفاذ شریعت غلط ہے رواداری کی تبلیغ کی جائے۔''

حاجی عبدالوہاب

''ہمارے نبی نے کبھی طاقت کا استعمال نہیں کیا پر امن طریقوں سے اللہ کا پیغام پھیلایا ہے۔ اسلام کے نام پر انتہا پسندی قابل مذمت ہے۔ طاقت کے بل بوتے پر اپنا عقیدہ نافذ نہ کریں۔ دنیا بھر میں بھائی چارے کا پرچار کیا جائے۔ علماء کو اسرائیل سمیت پوری دنیا کو امن، بھائی چارے اور رواداری کا سبق دینا چاہیے۔''

(روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ ۲۹ اپریل ۲۰۰۹ بروز بدھ۔)

مولانا خالد محمود صاحب آف گکھڑ نے بیان کیا کہ ۲۰۰۷ء کے رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر میں نے یہ بیان خود احمد بہاولپوری صاحب کی زبان سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں '' کہ دعوت کے کام کے علاوہ کسی کام میں نجات نہیں ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ ہم لمبی داڑھی اور لمبے بالوں کے ساتھ جہاد کا لبادہ اوڑھ کر دعوت کے بغیر جنت میں چلے جائیں گے تو یہ خیال محال ہے۔ انہیں ان لمبے بالوں سے پکڑ کر فرشتے جہنم میں

پھینک دیں گے۔ ہم نے دیکھا ہے جو لوگ دعوت کے بغیر دین کو چاہتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے۔ پڑوس ملک (افغانستان) میں جہاد کے ذریعے سے اسلام آیا تھا جہاد والے چلے گئے تو اسلام بھی معدوم ہو گیا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اس کی کئی اور بھی مثالیں دنیا میں موجود ہیں جو دین بھی بغیر دعوت کے آتا ہے اس میں دوام نہیں ہوتا۔''

اور ایک بیان میں یوں گویا ہوئے ...... ''اسی اجتماع میں کافروں سے لڑنے سے مدد نہیں آئے گی، مدرسہ اور خانقاہ میں زندگی گزارنے سے نبی کی محنت زندگی میں نہیں آئے گی۔'' اور ۲۰۰۹ء اسلام کے اجتماع کے آخری روز احمد بہاول پوری یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ'' دوسری صدی ہجری سے کوئی جہاد نہیں ہو رہا اسلام کے مرے ہوئے سانپ کو مار کر جہادی بنے ہوئے ہیں۔ مزید فرمایا کہ صحابہ بدر و حنین میں اسلحہ لے کر نہیں جاتے تھے۔ میں چیلنج سے کہتا ہوں اور پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں۔'' (اس قدر جھوٹ اور خلاف حقیقت گفتگو اور سامنے سارے گونگے، بہرے بیٹھے ہیں۔ اس بیان پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ کیونکہ یہ خباثت کی انتہا ہے۔)

مزید سنیے :...... پروفیسر بہاول پوری کہتا ہے کافر مسلمانوں کو مارتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے مقرر شدہ بات ہے کافروں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ (کیسی ترجمانی کی یہود و نصاریٰ کی اور دیگر کافروں کی۔)

اور سنیے :...... بہاول پوری صاحب کہتے ہیں کہ تم رحمۃ للعلمین کے امتی ہو تم خوہ مخواہ ان کفار کے پیچھے پڑ گئے ہو جس طرح باؤلے کتے کو خون کا چسکا پڑ جاتا ہے۔ مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ'' میں اس جہاد کو نہیں مانتا جس میں مسلمانوں کو جوتے پڑیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کافر ہمارے راستے میں جب رکاوٹ بنیں

گے تو جہاد ہو گا اب تک وہ ہمارے راستے میں رکاوٹ نہیں ہیں اس لیے جہاد نہیں ہے۔ (ان رائے ونڈیوں نے نہ توحید بیان کرنی ہے نہ شرک کا رد کرنا ہے نہ سنت بیان کرنی ہے نہ بدعات کا رد کرنا ہے، نہ ختم نبوت کو بیان کرنا ہے نہ مرزائیت کا رد کرنا ہے، نہ یہ بیان کرنا ہے کہ اب ہدایت بند ہے آخری پیغمبر کے لائے ہوئے دین میں اور یہودیت، عیسائیت اب گمراہی کا نام ہے۔ تو تمہارے سامنے کس نے رکاوٹ کھڑی کرنی ہے اور رکاوٹ بننا ہے۔ آپ لوگ تو یہود و نصاریٰ کا وہ کام جس پر کھربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ علماء کے خلاف نفرت، قرآن سے دوری، جہاد کی مخالفت مفت میں کر رہے ہو۔ تمہارے سامنے ان کو رکاوٹ کھڑی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟)

بہاول پوری صاحب مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اعمال جب بنیں گے تو کافروں سے اللہ تعالیٰ خود نمٹ لے گا ...... جہاد اور اسلحہ کی ضرورت نہیں ہے نہ ہم کو اسلحہ اٹھا کر میدان میں آنے کی ضرورت ہے، بس ہم اعمال بنائیں گے کام اللہ تعالیٰ کرے گا۔ (اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کے اعمال نہیں بنے تھے آنحضرتؐ کے اعمال نہیں بنے تھے کہ امام الانبیاء کو ۲۷ جنگیں لڑنا پڑیں اور صحابہ کرامؓ کی ساری زندگیاں جہاد میں گزریں۔ بہاول پوری صاحب کے بیان کی زد کہاں کہاں پڑے گی ذرا غور تو کیجیے اور خدارا ان یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں کے متعلق کچھ غور و فکر کرو۔)

اور سنیے رائے ونڈیوں کے بین الاقوامی قصہ گو واعظ درباری ملا کے اس بیان کا اقتباس جو انہوں نے دو مارچ ۲۰۰۷ء کو عائشہ مسجد فیصل آباد میں خطبہ جمعہ کے دوران کیا۔

فرماتے ہیں......

"پکے مسلمانوں کے لیے اللہ کا قانون کیا ہے؟ تم ایمان بناؤ عمل بناؤ حکومت بھی دوں گا، طاقت بھی دوں گا، خلافت بھی دوں گا، امن بھی قائم کروں گا، عزت بھی دوں گا، مدد بھی کروں گا، دشمن کے نرغوں سے نکالوں گا۔

لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ

دو باتیں ہاتھ سے نہ جانے دینا ایک صبر دوسرا التقویٰ۔ پھر چاہے ساری دنیا تم پر ٹوٹ پڑے کچھ نہ تمہارا بگاڑ سکے گی۔ اب میں نے اللہ کا قانون بتایا یہ ہیں پکے مسلمان۔

اب تیسرا طبقہ ہے کچے مسلمان۔ اس کے لیے کیا قانون ہے؟

وَلَنُذِیْقَنَّھُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ

یہ میرے اور آپ کے لیے اللہ بتا رہا ہے میں تمہیں چھوٹے چھوٹے عذاب دوں گا بڑے عذاب نہیں دوں گا۔ تاکہ تم توبہ کر کے اللہ کی طرف لوٹ آؤ۔ چھوٹے عذاب (مثلاً) ظالم حکمران، نااہل حکومت اور کفر کا تسلط، قتل و غارت اور چوری ڈاکے اور ظلم و ستم، یہ چھوٹے عذاب ہیں۔ یہ بڑے عذاب نہیں ہیں بڑا عذاب تو آگ ہے۔ فَیُعَذِّبُہُ اللّٰہُ الْعَذَابَ الاکبر۔ النَّارُ الْکُبْرٰی۔ وہ آخرت ہے اصل عذاب۔ اے میرے بھائیو! میرے نبی کا فرمان ہے ایک ڈول دوزخ کے پانی کا سات سمندروں میں ڈال دیں تو سات سمندر کھولنے لگیں گے۔ کتنا ٹمپریچر ہوگا اس کا۔ تو جہنم والا ایسے اس پانی میں تیر رہا ہوگا جیسے چاول پانی میں تیرتا ہے ابلنے کے بعد کبھی اوپر کبھی نیچے یَطُوْفُوْنَ بَیْنَھَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ادھر جہنم ادھر وہ حمیم اس میں وہ کھول رہے ہیں ابل رہے ہیں، گل رہے ہیں۔

(اے) اللہ (وہ) مر گیا برباد ہو گیا جو جہنم میں چلا گیا۔ تو میرا اللہ کہہ رہا ہے اے کچے مسلمانو تمہیں چھوٹے چھوٹے عذاب دوں گا بڑے نہیں دوں گا تاکہ تم توبہ کر کے میری طرف آجاؤ۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے کہ ہمارے لیے اللہ کا قانون بدلے۔ ہمیں کیا کرنا ہے؟ غور سے سننا۔ ہماری مثال سیرت نبویؐ میں موجود نہیں ہے۔ اللہ کے نبی کے دور میں دو طبقے تھے پکے مسلمان، پکے کافر۔ کچا مسلمان اللہ کے نبی کے دور میں ایک بھی نہ تھا۔ یہ کچے مسلمان کہ اذان ہو اور کوئی نماز نہ پڑھے ایسا دور نہ تھا، رمضان آئے اور کوئی روزہ نہ رکھے، ماں باپ ہوں اور خدمت نہ ہو...... ایک معاشرہ تھا پکے مسلمانوں کا، ایک معاشرہ تھا پکے کافروں کا۔ اب ہم ہیں کچے مسلمان۔ ہمیں کہاں سے راستہ ملے گا۔ ہمیں لوگ کہتے ہیں تبلیغ کا کام اتنے سالوں سے ہو رہا ہے ابھی تک تین سو تیرہ بھی تیار نہیں ہوئے کہ بدر میں تین سو تیرہ تھے۔ یہ نا سمجھنے کی وجہ سے بات ہو رہی ہے۔ الجہاد الجہاد ابھی تک تین سو تیرہ بھی تیار نہیں ہوئے۔ (دیکھنا! یہ یہودیوں کا ایجنٹ کس طرح تمہیں جہاد سے روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔) کوئی جہاد کا منکر ہو سکتا ہے؟ کوئی قرآن کا منکر ہو کے کہاں جائے گا؟ جہاد کا انکار تو قرآن کا انکار ہے۔ قرآن کا انکار عین کفر ہے۔ ہاں! وقت میں اختلاف ہے۔ نماز تو فرض ہے (مگر) وقت داخل ہوا ہے یا نہیں ہوا کہ پہلے ہی اللہ اکبر! اُو ٹائم تو دیکھ لو بھئی! وقت داخل ہو گیا ہے عصر کا وقت کوئی نہیں آیا نماز فرض ابھی نہیں ہونے والی ہے۔ ہم کچے مسلمان ہیں ہمیں اس امر سے نکلنے کے لیے جو راستہ ملے گا وہ صحابہ کے دور میں نہیں ہے پیچھے جانا پڑے گا۔ بنو اسرائیل میں جانا پڑے گا۔ وہ کچے مسلمان تھے وہ اس امر سے نکلے تھے وہ راستہ اختیار کریں گے تو ہم نکلیں گے۔ نہ میرے نبی کے دور میں کوئی بے نمازی تھا نہ خلفاء راشدین کے دور میں کوئی بے نمازی تھا، ظلم و ستم تھوڑا ہوا

تھا وہ بھی حکمرانوں کے درجے میں خلفاء راشدین کے بعد۔ خلفائے راشدین کا دور مثالی
دور تھا۔ اس میں ہمارے لیے نمونہ کوئی نہیں ہے ایسا کوئی مجموعہ نہیں تھا اس دور میں پہلی
صدی میں کہ جو اذان سنے اور نماز نہ پڑھے۔ یہاں تو نوے فیصد بے نمازی ہیں (شاید
رائے ونڈیوں کی نماز کی بھی کوئی حیثیت نہ ہو کہ وہ بھی جہاد کے لیے تیار نہیں ہوتے بلکہ
مخالفت کرتے ہیں اور یہی کچھ حضرت صاحب کہنا چاہتے ہیں۔) ایسا طبقہ صحابہ کے دور
میں نہیں تھا ایسا طبقہ میرے نبی کے دور میں نہیں تھا۔ ہم تیسرا طبقہ ہیں۔ تیسری دنیا میں
جیسے کہتے ہیں تھرڈ ورلڈ۔ ہم دین میں تیسری دنیا کے لوگ ہیں اذان سنتے ہیں نماز نہیں
پڑھتے، تجارت کرتے ہیں دیانت نہیں کرتے .... الخ یہ طبقہ حضورؐ کے دور میں نہیں
ہے، ابو بکرؓ کے دور میں نہیں ہے، عمرؓ کے دور میں نہیں ہے، عثمان وعلیؓ کے دور میں نہیں ہے
یہ معاشرہ بنی اسرائیل کے دور میں ہے ہمیں وہاں جانا پڑے گا (کیسی ذہن سازی ہو رہی
ہے یہودی بنانے کی عیسائی بنانے کی۔) انہوں نے کیا کیا؟ وہ فرعون سے کیسے نکلے، ان
سے کیا کروایا گیا؟ (لوگ) ہمیں کہتے ہیں نا ظلم ہو رہا ہے تم یہاں خاموش بیٹھے ہو۔ موسیٰ
علیہ السلام کے سامنے بچے ذبح ہو رہے تھے ہم تو بھائی کچے لوگ ہیں موسیٰ اٹھ کھڑے
کیوں نہ ہوئے۔ فرعون کے بچے ذبح کرنے کے دو راہے دو ہیں۔ کیونکہ پہلے بچے ذبح
کیے اسے کہا گیا کہ ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت مٹائے گا اس نے ذبح
کرنے شروع کر دیے۔ دوبارہ اس نے شروع کیے جب وہ جادو میں ہار گیا اور موسیٰ علیہ
السلام جیت گئے۔ تو وہ خجالت میں آ کر شرمندگی مٹانے کے لیے سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ
نَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ میں ان کے بچے ذبح کروں گا ان کی
عورتوں کو لونڈیاں بناؤں گا ان کو ذلیل کر کے رکھ دوں گا۔ اس پر موسیٰ کی قوم بولی اُوْذِيْنَا

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا اے موسیٰ تیرے آنے کا کیا فائدہ ہوا تیرے
آنے سے پہلے بھی ہم عذاب میں تھے تیرے آنے کے بعد بھی عذاب میں۔ سن رہے
ہو (سامعین) ہمیں وہاں جانا پڑے گا۔ بدر ہمارے لیے دلیل نہیں بن سکتی۔ بدر تو
صحابہ کے لیے دلیل نہ تھا۔ اگر بدر دلیل ہوتا تو خندق میں پریشان ہونے کی ضرورت نہ
تھی۔ سارے سر جوڑ کے بیٹھ گئے کیا کریں دس ہزار کا لشکر لے کر ابوسفیان آ رہا ہے کوئی
ایک کھڑا ہو کر کہہ دیتا یارسول اللہ! کیا بات ہے آتا ہے آنے دو بدر میں فرشتے نہیں آئے
تھے اب بھی فرشتے آئیں گے ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے آئیں تو سہی ہم ان کی
پسلیاں توڑ کر رکھ دیں گے۔ چلو صحابی تو صحابی ہے اللہ کا نبی تسلی دے دیتا ڈرو نہیں فرشتے
موجود ہیں۔ اللہ موجود ہے، جبرائیل موجود ہے، میکائیل موجود ہے، فرشتے آئیں گے
فتح ہو جائے گی۔ نہ وہ مطمئن نہ صحابہ مطمئن۔ بدر کو صحابہ بنیاد نہیں بنا رہے۔ ...... میرے
بھائیو! ہم کچے مسلمان ہیں۔ ہمیں خلفائے راشدین سے مثال نہیں ملتی نبوی دور سے
مثال نہیں ملے گی، احد خندق ہمارے لیے نمونہ نہیں بنیں گے ہمیں پیچھے جانا پڑے گا۔ یہی
کچھ بنی اسرائیل کر رہے تھے (جو کچھ ہم رائے ونڈ والے کر رہے ہیں۔) تو اللہ نے ان پر
فرعون کو چڑھایا تھا پھر کیا ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال ان پر لگایا
صفائی کرانے کے لیے تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ جْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قبلة
واقیموا الصلوٰة نمازیں پڑھو گھروں کو مسجدیں بناؤ علی الله تو کلوا اللہ پر توکل
کرو، توبہ کرو، استغفار کرو، اللہ کے سامنے جھکو، چالیس سال موسیٰ فرعون کے ظلم سہتے
رہے احتجاج نہیں کیا کچھ کر نہیں پا رہے۔ چپ کر کے ظلم سہا۔ قوم کو ایمان پر لاتے رہے
جب وہ اس سطح پر آ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیا در کھل جائے گا اور فرعون پر حجت پوری ہو

گئی تو اللہ نے وہاں سے نکالا (نہ معلوم رائے ونڈیوں کا ایمان کب بنے گا۔ مولانا الیاس صاحبؒ نہ بنا سکے، مولنا یوسف صاحبؒ نہ بنا سکے، مولنا انعام الحق نہ بنا سکے، حاجی عبد الوہاب مرنے کو ہے ابھی تک نہ بنا سکا۔ ان کا کام ہے صرف یہودی عیسائی بنانا جہاد سے دور رکھنا قرآن سے دور رکھنا، علماء سے نفرت رکھنا۔) آگے سنیے حضرت کے ملفوظات.......... فرعون کو غرق کیا اور ان کو پار کر کے وہاں تک پہنچا دیا۔ یہ میرے اللہ کی سنت ہے۔

کچے مسلمانو! پہلے اپنے آپ کو بنانا پڑے گا، کچے مسلمانوں کو توبہ کا دروازہ دکھانا پڑے گا...... اوروں کے پیچھے پڑنے کی بجائے خود توبہ میں لگو، استغفار میں لگو اور اللہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ (کیسا انداز ہے جہاد سے دور کرنے کا)

یہ لوگ قرآن کی وہ آیات جن میں جہاد کا ذکر ہے اور وہ احادیث جن میں جہاد کا ذکر ہے ان میں تحریف معنوی کرتے ہیں اور سہ روزہ، چلہ لگانے پر ان کو فٹ کرتے ہیں بے شک آپ حضرات ان کے خاص سے لے کر عام تک کسی کا بیان سن لیں۔ میں اس پر دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مولانا محمد عمر پالن پوری نے غزوہ احد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی ولقد صدقکم الله وعده اذ تحوسونهم باذنه [آل عمران:۱۵۲] اور ترجمہ کیا ''اللہ کا وعدہ احد کے اندر بھی پورا ہوا کہ تم آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔'' (دعوت وتبلیغ جلد اول ص ۱۳۴، مدنی کتب خانہ کراچی) تحسونهم کا ترجمہ تم آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کھلم کھلا تحریف ہے۔ اصل ترجمہ ہے تم ان کو قتل کر رہے تھے (جلالین) تم ان کو کاٹ رہے تھے۔ پھر دیکھو فعل متعدی کو لازمی کر دیا اور مفعول کو ہضم کر گئے۔ یہ قرآن

میں تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔

اور سنیے : مولانا حفظ الرحمٰن صاحب فاروقی خطیب جامع مسجد محمورہ محلّہ احمد پورہ شیخوپورہ، فرماتے ہیں کہ میں سہ ماہی کی چھٹیوں میں رائے ونڈ گیا اور والد صاحب کی نصیحت کے مطابق اسباق میں حاضر ہوا۔ مولانا احسان صاحب مسلم شریف کا سبق پڑھا رہے تھے ایک طالب علم نے حدیث پڑھی اور ترجمہ کیا ''جس نے ایک دن یا ایک رات اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔'' مولانا احسان صاحب نے فوراً ٹوکا اور کہا ''جس نے اللہ کے راستے میں کوشش کی، کوشش کی۔) دو مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔ طالب علم نے یہ ترجمہ کیا تو پھر سبق آگے چلا۔

؎ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

کے یہ لوگ صحیح مصداق ہیں۔ یہ انداز ہے ان کے پڑھانے کا اور اس طرح کے یہ مولوی تیار کرتے ہیں ان کو پہچانیے۔ اب یہ کفر کھل کر سامنے آگیا ہے۔ جو آدمی ان کے ساتھ چلہ لگا کر واپس آتا ہے وہ تین چیزیں ضرور لے کر آتا ہے۔ علماء حق کے خلاف نفرت، درس قرآن کی مخالفت اور جہاد کی مخالفت۔

پھر جب یہ صورت حال بن جائے تو مولانا یوسف صاحب لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں......

''لوگ مجھ سے شکایت کرتے رہتے ہیں کہ تبلیغ والے علماء کے خلاف ذہن بناتے ہیں اور میں ہمیشہ تبلیغ والوں کا دفاع کرتا رہتا ہوں لیکن آپ کے خط سے مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ کچھ زیادہ غلط بھی نہیں کہتے۔ آپ جیسے عقل مند جن کو دین کا فہم نصیب نہیں ان کا ذہن واقعی علماء کے خلاف بن رہا ہے۔ یہ جاہل صرف تبلیغ میں نکلنے کو دین کا کام اور دین

کی فکر سمجھے بیٹھے ہیں اور ان کے خیال میں دین کے باقی سب شعبے بے کار ہیں ۔ یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے کہ دین کے تمام شعبوں کو لغو سمجھا جائے اور دینی مدارس کے وجود کو فضول قرار دیا جائے ۔ میں اپنی اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ تبلیغ میں نکل کر جن لوگوں کا یہ ذہن بنتا ہوں وہ گمراہ ہیں اور ان کے لیے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے ۔"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱۰، ص ۲۲)

کل تک جب کہ ان کے پر اور کلیاں نہیں نکلی تھیں علماء کرام ان کا دفاع کرتے ہوئے کہتے تھے کہ ایک گرام تار ہوتی ہے اور ایک ٹھنڈی، پھر بلب جلتا ہے اور یہ تقسیم کار ہے ۔ اور اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ یہ کوئی تقسیم کار نہیں ہے بلکہ یہ فتنہ ہے تقسیم کار والے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور یہ رائے ونڈیے کسی کے ساتھ اکٹھا ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ مثلاً تقسیم کار یہ ہے کہ علماء دیوبند کی ایک جماعت توحید وسنت کا پرچار کرے گی اور شرک وبدعت کا رد کرے گی ۔ دوسری جماعت عقیدہ ختم نبوت لوگوں کو سمجھائے گی اور منکرین ختم نبوت کا رد کرے گی ۔ اور جھوٹے نبوت کے دعویداروں کو بے نقاب کرے گی ۔ ایک جماعت عظمت صحابہ کرام اور مقام صحابہ بیان کرے گی اور دشمنان صحابہ کرام کا رد کرے گی ۔ اور ایک جماعت سیاسی پلیٹ فارم پر کام کرے گی وغیرہ وغیرہ ۔ یہ ہے تقسیم کار ۔ اور یہ ایک دوسرے کے سٹیج پر اکٹھے ہو سکتے ہیں اور ہوتے بھی ہیں ۔ لیکن یہ کبھی کسی کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوتے ۔ تقسیم کار کہنے والوں میں اگر جرأت ہے تو ان چھ نمبریوں کو ختم نبوت کے سٹیج پر لا کر ان سے مسئلہ ختم نبوت بیان کروائیں اور جمعیت کے سٹیج پر لا کر سیاست کی افادیت بیان کروائیں اور سپاہ صحابہ کے سٹیج پر رد شیعت پر بیان کروائیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ تقسیم کار ہے یا یہ فتنہ ہے ۔ اور دین کے خلاف بہت بڑی

سازش ہے ۔

العلماء ورثة الانبياء چودہ سو سال سے دین کی قیادت علماء کرام کے پاس ہے ساری کفریہ طاقتیں اسلام کے مٹانے پر متفق ہیں اور چودہ سو سال سے یہ خدمات سر انجام دے رہے ہیں اور کفریہ طاقتیں بھی سمجھتی ہیں کہ جب تک دین کی قیادت ان سے چھینی نہیں جائے گی اسلام مٹ نہیں سکتا ۔ یہ متبادل قیادت اور علماء کا وقار ختم کرنے کی کوشش مودودی صاحب نے جماعت اسلامی کی شکل میں کی جو ناکام ہو گئی اور اب مروجہ تبلیغی جماعت بڑے شد و مد سے کر رہی ہے کہ جہلاء دین کی تبلیغ کر رہے ہیں جن کو چھ نمبروں کے رٹنے کے علاوہ کسی شے کا علم ہی نہیں ہے اور یہ کافی حد تک کامیاب جا رہی ہے اور علماء کرام کی اکثریت کو اس کا احساس نہیں ہو رہا ۔ علماء کرام اس بات کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں کہ عالم کا کام اور ذمہ داری ہے مکمل دین کا تحفظ اور اپنے ساتھیوں کو جو اس کی مسجد کے ساتھ متعلق ہیں تمام کو فرق باطلہ سے بچانا اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ چھ نمبر پورے دین کا نام نہیں ہے لہٰذا جو لوگ صرف چھ نمبروں پر کوشش کر رہے ہیں وہ عالم اور مسجد کی ذمہ داری کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور یہ بات بھی دماغ میں بٹھائیں کہ کام کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں افراد اور وسائل ۔ جب یہ افراد مولوی سے چھین لیں گے اور اپنے معروف جھگڑ میں کس لیں گے سہ روزہ، دس روزہ، چلہ، نو ماہ وغیرہ اور پھر جوڑ کے نام پر کبھی کہیں اور کبھی کہیں پھراتے رہیں گے اور اس بھنور سے نکلنے بھی نہیں دیں گے اور مولوی کے قریب نہیں آنے دیں گے تو مولوی کام کیسے کرے گا ۔ اور وسائل پر بھی ان کا قبضہ ہو گا تو مولوی بے بس ہو جائے گا ۔ لہٰذا دین کو مٹانے کے لیے اس سے بڑی کوئی سازش نہیں ہو سکتی ۔ مولوی ہوش سے کام لے اور سمجھے ۔ بعض سیکولر مولویوں کا یہ کہنا کہ یہ

لوگ تو آدمی لا کر مولوی کو دیتے ہیں آگے مولوی کا کام ہے ان کی اصلاح کرنا اور ان کو کام پر لگانا۔ یہ اتنی لچر بات ہے کہ اس پر دلائل دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ مولوی کو تو وہ اپنی مرضی سے بیان بھی نہیں کرنے دیتے اور ایسی ذہن سازی کرتے ہیں کہ وہ مولوی کا درس قرآن بھی سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس طرح کے بیان دینے والے مولوی صرف اپنے چندے پکے کرتے ہیں اور اس شعر کے مصداق ہیں......

الٰہی بخشائے بر حالِ بندہ
کہ ہستم اسیر کمیٹی و چندہ۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم واکفنا بحلالک عن حرامک واغننا بفضلک عمن سواک آمین..............

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ الفاتح وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین۔

دعوت الی اللہ کی ضرورت، اہمیت اور چند اصول

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے جب سے مکلف مخلوق پیدا کی ہے اسی وقت سے اسلام وکفر، حق وباطل، توحید وشرک، اطاعت ومعصیت، سچ اور جھوٹ، عدل اور ظلم کی آپس میں ٹکر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک شق اور پہلو پر کسی کو مجبور اور مقہور نہیں کیا بلکہ ایمان وکفر، نیکی وبدی کرنے کی پوری استعداد اور قابلیت سب میں رکھی ہے اور مخلوق سے اس کے اختیار اور اس کی اپنی مرضی سے ایمان وطاعت مطلوب ہے اور اس پر وَرَضِیَ لَهُ قَوْلاً کی سند عطا فرمائی اور اپنی مرضی اور اختیار سے کفر اختیار کرنے والوں کو وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْکُفْرَ کی تنبیہ اور وعید فرمائی ہے اور خیر وشر کے راستے بتانے کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ہیں۔ اور ہر مکلف کو اتنی عقل سے نوازا ہے جس سے وہ کھری اور کھوٹی میں تمیز کر سکے اور دن رات کے فرق کو جان سکے اور دائیں بائیں اور صحیح وغلط کو پرکھ سکے۔ ایمان وکفر کے کسی ایک شعبہ پر اس کو مجبور نہیں کر دیا بلکہ صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے : فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر یعنی جو شخص اپنی مرضی سے ایمان لانا چاہے، ایمان لا سکتا ہے اور جو اپنے ارادے اور مرضی سے کفر اختیار کرنا چاہے، کفر اپنا سکتا ہے۔ قرآن پاک کی یہ نص قطعی

واضح طور پر یہ بتلا رہی ہے کہ ایمان لانے یا کفر اختیار کرنے میں مکلف مخلوق مختار ہے، کسی پہلو میں کسی پر اللہ تعالیٰ نے جبر نہیں کیا۔ چونکہ ایمان، اسلام اور ہدایت بہت ہی قیمتی چیزیں ہیں یہ صرف اسی کو حاصل ہوں گی جو اپنے قصد وارادہ سے ان کو حاصل کرنا چاہے یہ قیمتی اشیاء مفت میں ہرگز نہیں مل سکتیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت اسی کو دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور ہدایت کا طالب ہو۔ اس سے آشکارا ہو گیا کہ ہدایت ہر کس وناکس کو نہیں ملتی، صرف اسی کو ملتی جو اپنے دل میں اس کی طلب رکھے۔ بقول اکبر مرحوم

؎ سرور ونور و وجد وحال ہو جائے گا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے تیرے دل میں ہو طلب پیدا

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ یعنی اللہ تعالیٰ راہ راست کی ہدایت اسی کو دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور حسن استعداد سے اس کے حاصل کرنے کی محنت کرے۔ اللہ تعالیٰ مجبور تو کسی چیز پر نہیں مگر اس کا رحیمانہ وعدہ یہ ہے کہ رشد وہدایت، ایمان وتقویٰ حاصل کرنے والوں کو ضرور ان کی مراد عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہمارے راستہ، ہماری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی محنت وکوشش کرتے ہیں، ہم ضرور ان کو ہدایت کے راستوں پر چلاتے ہیں اور چلنے کی توفیق دیتے ہیں اور جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے حق کے متلاشی نہیں، وہ محروم رہتے ہیں۔

؎ ہے دونوں کی پرواز اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

ایک اعتراض اور اس کا جواب :

بعض سطحی قسم کے لوگ جب قرآن کریم میں خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ (الآیۃ) اور طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وغیرہ آیات پڑھتے ہیں تو اس وہم کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کے دل پر مہر لگا دے اور کانوں میں ڈاٹ لگا دے اور آنکھوں پر پٹی باندھ دے تو مخلوق کا اس میں کیا بس واختیار ہے کہ ان کو دور کر سکے۔ یہ تو تب ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کی قوت اور طاقت ہو اور وہ اس قوت سے کام لے کر خدا تعالیٰ کی لگائی ہو مہروں اور ڈاٹوں کو نیست ونابود کر دے۔ مسلمان تو رہا درکنار یہ خیال تو کسی کافر ومشرک کا بھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بھی کسی کی قوت ہو سکتی ہے۔؟

جب اللہ تعالیٰ نے دلوں پر مہریں ثبت کر دی ہیں، کانوں میں ڈاٹیں لگا دی ہیں اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تو لاچار اور بے چاری مخلوق کیا کر سکتی ہے؟ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کسی آدمی کی مشکیں کس کر اس کو دریا میں پھینک دیا جائے اور پھر اس سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ خبردار بھیگنا مت۔ وہ پانی میں بھیگے گا نہیں اور تر نہیں ہوگا تو کیا کرے گا؟ بقول شاعر

؎ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکلف مخلوق کے عاقل وبالغ ہونے کے ساتھ ہی ان

کے دلوں پر مہریں نہیں لگائیں اور نہ کانوں میں ڈاٹیں لگائی ہیں اور نہ آنکھوں پر پردے ڈالے ہیں بلکہ عقل سلیم عطا کرنے کے بعد اس کی طرف پیغمبر بھیجے ہیں اور ان کے ذریعہ اپنے احکام مخلوق تک پہنچائے ہیں تاکہ مخلوق احکام خداوندی کے پہنچنے سے بے خبری کا بہانہ نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے جو مومنوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت اور ثواب کی خوشخبری سناتے ہیں اور نافرمانوں اور بدکاروں کو عذاب خداوندی سے ڈراتے ہیں تاکہ لوگ پیغمبروں کی خبر رسانی کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے حجت اور بہانہ نہ کر سکیں کہ ہم لاعلم اور بے خبر تھے کہ تو کن کاموں سے راضی ہے اور کن سے ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ جو عادل و مہربان ہے مجرموں اور نافرمانوں کو سزا بھی اتمام حجت کے بعد دیتا ہے۔ اسی کا ارشاد ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کہ ہم سزا نہیں دیتے جب تک ہم رسول نہ بھیجیں اس سے عیاں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب میں دنیوی ہو یا اخروی مبتلا نہیں کرتا جب تک کہ پیغمبر کے ذریعے اتمام حجت نہ ہو جائے اور حق و باطل خوب روشن نہ ہو جائیں۔

دلوں پر مہر، کانوں میں ڈاٹ اور آنکھوں پر پردے کب ڈالے جاتے ہیں:

جب یہ معلوم ہو گیا کہ مکلف مخلوق پر جب پوری طرح حق و باطل واضح ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور وحی الٰہی کے ذریعے اتمام حجت ہو چکتی ہے بایں ہمہ جب مخلوق اپنے کسب اور ارادے سے اپنے دلوں پر انکار و جحود کے پردے اور کانوں میں ڈاٹیں اور آنکھوں پر پردے ڈال لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہ ہے کہ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى یعنی ہم اس کو اسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے یعنی جو شخص ایمان کو پسند

کرتا ہے اور اپنے دل میں اس کو جگہ دیتا ہے تو اسے ایمان لانے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ اور جو اپنے لیے کفر و شرک اور معصیت کو پسند کرتا ہے اور اسی پر راضی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مرضی کے مطابق اسی راستے پر چلا دیتا ہے جو اس نے پسند اور اختیار کیا۔ باوجود قدرت کے اس کو اس راستہ پر چلنے سے نہیں روکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الآیۃ، پ۲۴، حم السجدۃ، رکوع ۱)

''یہ کتاب قرآن جو عربی ہے، تفصیل سے اس کی آیتیں بیان کی گئی ہیں اس قوم کے لیے جو علم و سمجھ رکھتی ہے۔ یہ کتاب خوشخبری سنانے والی اور ڈرانے والی ہے۔ پس اعراض کیا اکثر لوگوں نے، سو وہ نہیں سنتے۔ اور کہتے ہیں ہمارے دل غلافوں میں ہیں جس چیز کی طرف تم دعوت دیتے ہو اور ہمارے کانوں میں ڈاٹیں ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان پردہ ہے، سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کرتے ہیں۔ تو کہہ دے میں بشر ہوں تمہارے جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے یقیناً تمہارا اِلٰہ و معبود صرف ایک ہی ہے۔''

اس آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے قرآن کریم کا ذکر فرمایا ہے جو نری ہدایت ہے اور بشیر بھی ہے اور نذیر بھی ہے اور اہل عرب کی زبان بھی عربی کہ ان کو سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری پیش نہ آئے اور خوب تفصیل سے اس کی آیات بیان کی گئی ہیں۔ فاعرض میں حرف فاء کو ملحوظ رکھیں کہ اپنی زبان کی مفصل کتاب کو سن کر بھی انہوں

نے اعراض اور روگردانی کی اور باوجود ظاہری سماع انتفاع اور سماع قبولی سے محروم رہے اور اس کا جواب انہوں نے دیا کہ ہم نے اپنے کسب، اپنے فعل اور اختیار سے اپنے دلوں پر پردے ڈال لیے ہیں' تمہاری کوئی بات ہمارے دلوں تک نہیں پہنچ سکتی (جیسے عمدہ اور نفیس چیزوں پر پردے ڈالے جاتے ہیں تاکہ گردوغبار وغیرہ ان تک نہ پہنچ سکے' اسی طرح کفر وشرک ہمارا عزیز متاع ہے، اس تک ہم تمہاری دعوت ایمان کو نہیں پہنچنے دیتے۔) اور ہم نے کانوں میں ڈاٹیں لگا رکھی ہیں اور ہم نے اپنی آنکھوں پر پردے ڈال لیے ہیں۔ یہ ہمارا اپنا فعل، کسب اور عمل ہے۔ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ''تو اپنا عمل کر''۔ غور فرمائیں کہ جن لوگوں نے اپنے کسب وعمل سے اپنے دلوں پر مہریں لگالی ہیں اور کانوں میں ڈاٹیں اور آنکھوں پر پردے لٹکا دیے ہیں اور چیلنج کے طور پر کہتے ہیں کہ تو اپنا کام کر، ہم اپنا کرتے ہیں۔ تو جن لوگوں نے اپنے کسب واختیار سے یہ کارروائیاں اپنے لیے پسند کی ہوں اور ان پر نازاں ہوں اور فخر کریں تو نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی کے قاعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کی پسند پر انہیں چلنے کی استعداد دے دی۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ وہ مہروں، ڈاٹوں اور پردوں کو ناپسند کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ زبردستی ان کے دلوں پر مہریں اور کانوں میں ڈاٹیں اور آنکھوں پر پردے ڈال دے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے اعلان کروایا کہ آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں۔ خدائی اختیارات میرے پاس نہیں کہ میں تمہارے دلوں کی مہریں، کانوں کی ڈاٹیں اور آنکھوں کے پردے ہٹا دوں۔ بشر ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت دی اور اپنی وحی سے نوازا جو قرآن کریم وغیرہ کی شکل میں تمہیں پہنچا کر اتمام حجت کر چکا ہوں اور میں نے اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

کافروں اور مشرکوں نے آنحضرت ﷺ کی ایذارسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر ہمت کے پہاڑ نے خندہ پیشانی سے زبان حال سے یہ کہتے ہوئے سب کچھ برداشت کیا۔

ع حوادث سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ایذا دہی پہ اشک برسانا نہیں آتا

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے احسن کام:

مخلوق کے لیے سب سے بلند و بالا اور اونچا عہدہ نبوت ورسالت کا ہے اور ظاہر بات ہے کہ عہدے کی مناسبت سے ہی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تبلیغ احکام اور دعوت الی اللہ کا کام سپرد کیا ہے۔ اگر اس سے بہتر کوئی اور کام ہوتا تو ان کے عہدہ مطابق وہ کام ان کو دیا جاتا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر کوئی اور کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [پارہ ۲۴' السجدہ' رکوع ۵]

''اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور نیک کام کیا اور کہا کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین امور بیان کیے ہیں: (۱) دعوت الی اللہ (۲) داعی کا خود نیک اعمال کرنا (۳) اور اپنے مخلص مسلمان ہونے کی منادی کرنا کہ کسی وقت اور کسی موقع پر بھی وہ دعوت الی اللہ دینے اور خود نیک کام کرنے اور اپنے مسلم ہونے پر نہ شرمائے اور نہ جھجکے۔ اس کو اپنی فکر ہو اور دوسروں کی بھی فکر ہو۔

- حق نے کر ڈالی ہیں دوہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

ایک غلط فہمی کا ازالہ :

بعض کم فہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مجموعی طور پر ساری امت پر دعوت الی اللہ لازم ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یہ تو امت کے ہر فرد کا فریضہ ہے اور یہ کام انفرادی طور پر بھی باحسن وجوہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً ہر گھر کے ذمہ دار، کفیل، استاد اور صاحب اثر کا کام ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو، بیوی، بچوں کو، چھوٹے بہن بھائی اور شاگرد اور زیر اثر لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم اور ترغیب دے اور برائی سے منع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیا، وہاں ساری امت کو خطاب ہے۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (الآیۃ) کہ تم سب امتوں سے بہتر ہو جو بھیجے گئے ہو لوگوں کے لیے، نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو ہر امتی کا فریضہ ہے۔ گھر میں، مسجد میں، بازار میں، دوکان میں، غمی میں، خوشی میں، کہیں بھی ہو، اپنا فریضہ ادا کرے۔ اس کے لیے اجتماع، اشتہار، منادی اور باہر نکلنا، گشت کرنا اور اکٹھ ضروری نہیں۔ ایک آدمی بھی یہ کرسکتا ہے اور ایک ایک کو بھی امر و نہی کرسکتا ہے اور دعوت الی اللہ ساری امت پر لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۴، آل عمران، رکوع ۱۱)

" اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور نیکی کا

حکم کرتی رہے اور منع کرتی رہے برائی سے۔"

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۳۶۳ھ) فرماتے ہیں :

'' دعوت الی الخیر خاص جماعت کا کام ہے، ساری امت کا کام نہیں۔'' (دینی دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام، ص ۲۸۹ طبع ملتان)

اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ) اس کی تفسیر فرماتے ہیں:

''یعنی تقویٰ، اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق، قومی زندگی، اسلامی اخوت، یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت، خاص دعوت وارشاد کے لیے قائم رہے۔ اس کا وظیفہ یہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن وسنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائی میں مبتلا دیکھے تو اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کرسکتے ہیں جو معروف کا علم رکھنے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کردے یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث (پیدا ہونے) کا موجب ہو جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقع میں نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لیے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔'' اھ (فوائد عثمانیہ، ص ۸۱، ف ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ مخصوص جماعت کا کام ہے، ہر ہر مسلمان کا نہیں ہے۔ یہ کام وہی کر سکتے ہیں جو دلیل و برہان کی روشنی میں نیکی اور بدی کا بخوبی جائزہ لے سکتے ہیں اور موقع ومحل کی پرکھ کر سکتے ہیں۔

؎ وہی بالا ہیں دنیا میں جو اپنا نیک و بد سمجھیں
یہ نکتہ وہ ہے جس کو اہل دل اہل خرد سمجھیں

دعوت الی اللہ کے لیے علم وبصیرت ضروری ہے :

ابھی قارئین کرام نے پڑھا کہ دعوت الی اللہ تعالی علمائے کرام اور مخصوص جماعت کا کام ہے ہر کہ ومہ کا یہ کام نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ

(یوسف، رکوع ۱۲)

''کہہ دے یہ میرا راستہ ہے۔ بلاتا ہوں اللہ تعالی کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھی ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ کے لیے علم، بصیرت اور سمجھ ضروری ہے جو حجت، برہان اور دلیل کی روشنی سے عوام کی راہنمائی کر سکیں اور محض اندھی تقلید میں مبتلا نہ ہوں اور یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے کہ قرآن وسنت اور دینی علوم سے آگاہی ہو ورنہ بقول مولانا عثمانی ''نظام دین ہی مختل ہو جائے گا۔''

؎ ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

تبلیغی جماعت :

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ (المتوفی ۱۳۶۳ھ) نے بڑے اخلاص اور دل سوزی سے عام مسلمانوں کی دین سے دوری کا جائزہ لیا اور شب وروز اس پس ماندہ قوم کی دینی اصلاح کی ان تھک سعی کی۔ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اب دنیا کے کونہ کونہ میں دین کی تبلیغ کا کام بہت عمدگی سے اور بڑے وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے اور دن بدن اس عمدہ کام میں ترقی ہو رہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

مدرسین اور طلباء جب تبلیغ کے فوائد دیکھتے اور سنتے ہیں تو ان کا دل بھی چاہتا ہے کہ ہم اس اجر عظیم سے محروم نہ رہیں اور اپنی زندگیاں اس نیک کام کے لیے وقف کر دیں۔

اس نیک جذبہ کی جتنی قدر کی جائے' بہت ہی کم ہے' لیکن اس سلسلہ میں علماء طلباء کو خوشی ہونی چاہیے کہ وہ بھی مبلغ ہیں۔ ان کو حضرت تھانویؒ کے یہ کلمات طیبات نہیں بھولنے چاہییں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

(۱) ''اصل کام دعوت الی اللہ ہے۔ اور اس کے محفوظ اور قائم رکھنے کے لیے مدارس کی ضرورت ہے۔'' (دینی دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام، ص ۲۸۹، طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

(۲) ''تبلیغ کی اقسام۔ مدارس کا قیام اور درس وتدریس بھی تبلیغ ہے۔'' (ص ۲۹۵)

(۳) تبلیغ کی اقسام بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تیسری قسم ایک جماعت کو تبلیغ کے قابل بنانا۔ پھر تو درس وتدریس کا تبلیغ میں

داخل ہونا بالکل ظاہر ہے۔" (ص ۲۹۵)

(۴) "آپ لوگوں کا پڑھنا بھی تبلیغ ہے۔" (ص ۲۹۹)

(۵) "اگر آپ کی نیت یہ ہو کہ پڑھنے سے فارغ ہو کر امر بالمعروف کروں گا تو یہ پڑھنا بھی تبلیغ ہے۔" (ص ۲۹۹)

(۶) "ترجمہ وتفسیر وفقہ یا کوئی کتاب پڑھ کر سنانا بھی تبلیغ ہے۔" (ص ۳۱۰)

(۷) "پس مال خرچ کرنے والا بھی اور احکام سنانے والا بھی مبلغ ہے اور مضامین لکھنے والا بھی مبلغ ہے۔" (ص ۲۹۶) (دینی کتابیں لکھنے والوں کو خوش ہونا چاہیے کہ وہ گھر میں رہ کر بھی مبلغ ہیں۔)

(۸) تبلیغ میں غلو، تعلیم چھوڑ کر تبلیغ میں جانے کی ممانعت:

"مجھے اندیشہ ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ مدرسین وطلبہ پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیں بلکہ اس کو اپنے بزرگوں سے پوچھو کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔" (ص ۳۰۰)

ظاہر بات ہے کہ اہل حق علمائے کرام تبلیغ سے کبھی بھی نہیں روکیں گے۔ ہاں! یہ ضرور کہیں گے کہ پڑھنے اور پڑھانے کے زمانہ میں خوب محنت سے پڑھو اور پڑھاؤ اور ایام تعطیلات میں، جن میں درس وتدریس کا کام نہیں، فارغ ہیں، وہ والدین، بیوی اور بچوں وغیرہم کے حقوق ادا کرتے ہوئے سہ روزہ، چلہ اور کم وبیش وقت لگائیں اور یہ سمجھیں کہ باہر نکلنا تبلیغ کا صرف ایک شعبہ ہے تاکہ عوام کے نظریات اور مختلف علاقوں اور ملکوں کے حالات سے بھی آگاہ ہو سکیں اور جو جو کمزوریاں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں، ان کو دیکھیں اور اصلاح کی فکر کریں اور اپنے اندر بھی دین کے اعمال خیر کی عادت ڈالیں اور لوگوں کو قبر اور آخرت کی حقیقت بتائیں اور دنیا کی ناپائیداری ان پر واضح کریں

کہ یہ دنیا فانی اور عارضی ہے اور یہ سفر ہے منزل نہیں، اتنا ہی دل لگاؤ جتنے کی ضرورت ہے اور اس دنیا کی فنا کا نقش دل میں بٹھاؤ کہ کہاں دل لگا بیٹھے ہو، کوئی چیز بھی تو اپنی نہیں۔

؎ ارے بلبل تو کیوں شاخ گلستان پر ہے جا بیٹھی
چمن اپنا نہ شاخ اپنی تو کس سے دل لگا بیٹھی

حضرت تھانوی کی ان سنہری نصیحتوں سے مدرسین اور طلباء کو خوش ہونا چاہیے کہ "پڑھنے اور پڑھانے" کے زمانہ میں اپنے گھروں اور مدرسوں میں رہتے ہوئے بھی مبلغ ہیں بلکہ اصل مبلغ ہیں کہ وہ مبلغ ساز اور مبلغ گر ہیں اور ایام تعطیلات میں اگر درس و تدریس ان کے ذمہ نہ ہو تو ضرور وقت دیں۔ اور جو حضرات نئے نئے تبلیغی بنتے ہیں ان کو بھی حضرت تھانوی کے یہ ارشادات پیش نظر رکھنے چاہییں کہ جو علماء یا طلباء درس و تدریس کے اوقات میں باہر نہیں نکلتے تو ان کو حقارت کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھیں، اس لیے کہ وہ بھی مبلغ بلکہ اصل مبلغ ہیں۔ اسلام میں افراط وتفریط اور غلو بری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ، اپنے سینے میں اس کا درد اور اس پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

؎ میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و علی الہ و اصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین۔

ابوالزاہد محمد سرفراز

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ / یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء

(بشکریہ ماہنامہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

عورتوں کی تبلیغی جماعت

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ

امام عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احکام شرع کی تبلیغ کا کام مردوں پر لازم قرار دیا ہے نہ کہ عورتوں پر۔ عورتوں کو تبلیغ کا کام سونپنا عیسائی مشنریوں کی تقلید ہے۔ اب دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عورتوں کو تبلیغ کا کام سونپنا شروع کر دیا ہے مگر یہ غلط ہے۔ عورتیں گھروں اور مدرسوں میں تعلیم و تربیت کا کام تو انجام دے سکتی ہیں مگر مردوں کی طرح جماعت کی شکل میں تبلیغ کے لیے نکلنا غیر فطری امر ہے، اس کے نتائج اچھے نہیں نکل سکتے بلکہ قباحتیں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ انگریز نے تو اسی آڑ میں بے حیائی کے ریکارڈ قائم کیے ہیں۔ آج مسلمانوں میں وہی چیزیں عود کر رہی ہیں جو کہ نہایت ہی شرم کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ہر معاملہ میں پیچھے رکھا ہے، حتی کہ نماز میں بھی عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہوتی ہے۔ اگر عورتیں اگلی صف میں کھڑی ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ آج دنیا میں ہر جگہ عورتوں کو آگے لایا جا رہا ہے۔ اسلامی ممالک میں بھی انہیں پارلیمنٹ کا ممبر، وزیر اور مشیر بنایا جاتا ہے حتی کہ سربراہ مملکت بنانے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ بخاری شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح ارشاد موجود ہے کہ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی یا رسول بنا کر نہیں بھیجا بلکہ یہ فریضہ ہمیشہ مردوں کو سونپا جاتا رہا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ، ج ۱۲، شمارہ ۴، اپریل ۲۰۰۱)

حرفِ آخر

جب تک ان لوگوں کی حقیقت اکابر علماء دیوبند پر آشکارا نہ ہوئی تھی اس وقت تک اس جماعت کے بارے میں علماء حسن ظن رکھتے اور ان کے بارے میں تعریفی کلمات بھی فرما دیتے۔ لیکن جب ان کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ ان کا علماء کے بارے میں بغض و عناد رکھنا، ان کو حقیر جاننا اور عوام کو علماء سے متنفر کرنا اور جہاد اور مجاہدین سے نفرت کرنا۔ اس بات کے واضح ہونے کے بعد اکابر علماء دیوبند بھی ان سے کنارہ کش ہو گئے اور ان کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرتے؟ اس کے لیے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

یہ 2008ء کی بات ہے۔ مرکزی جامع مسجد اونچی تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ میں ایک تبلیغی جماعت آئی جس میں علماء بھی تھے۔ جماعت کے علماء فرمانے لگے کہ ہم نے حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی زیارت کرنی ہے۔ احقر اور جماعت کے تین علماء ایک مقامی آدمی کی گاڑی لے کر حضرت شیخ الحدیثؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت بڑے بیمار تھے۔ اجازت لے کر اندر گئے اور حضرت سے مصافحہ ہوا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے پوچھا کہ کیا کرتے ہو؟ جماعت کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہم عالم ہیں۔ پوچھا کہاں کے فارغ ہو؟ ایک نے اکوڑہ خٹک بتلایا، دوسرے

نے دار العلوم کراچی اور میں نے جامعہ اسلامیہ فیصل آباد بتلایا اور ایک نے رائے ونڈ کا بتلایا۔ جونہی رائے ونڈ کا نام سنا تو تیزی سے اٹھ کر اُس کو گریبان سے پکڑ کر تھپڑ رسید کیا اور فرمایا دفعہ ہو جاؤ۔ پھر ہم کچھ دیر کے بعد واپس اپنے مقام پر آ گئے۔ گاڑی والا دنیا دار تھا مجھے پوچھنے لگا یہ کیا ہوا؟ میں نے کہا پتا نہیں کیا ہوا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہ ساتھی بہت شرمندہ ہوا۔

والسلام

احقر تنویر احمد قمر

خادم اونچی مسجد

17 جنوری 2013ء